﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱

جمعۃ المبارک ۵/مارچ ۲۰۰۴ء

۱۲/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ ہجری قمری ۵/امان ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی

شمارہ ۱۰

راستے کے حقوق

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر مجالس لگانے سے اجتناب کرو۔ اور اگر مجبوراً ایسا کرنا پڑے تو پھر راستوں کے حقوق ادا کرو جو یہ ہیں کہ آنکھیں جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اور سائل کی رہنمائی کرو اور اچھی باتیں کرو۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب من حق الجلوس۔ و مسند احمد)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

اتمام نعمت کا وقت آ پہنچا ہے لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو ﴿لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ﴾ (الصف:۱۰) کی صورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا۔ وہ جمعہ اب آ گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔ اس لئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اوّل تکمیل ہدایت، دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔

اب تم غور کر کے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت ﷺ بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ کہ ﴿لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ﴾ (الصف:۱۰) اس شان میں فرمایا گیا ہے۔

تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذرائع پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے۔ ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کر دئے گئے ہیں۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ﴿لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ﴾ (الصف:۱۰) کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ (المائدہ :۴) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ (الجمعۃ: ۴) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے۔ اتمام نعمت کا وقت آ پہنچا ہے لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۳۴۔۱۳۵، جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

تفسیر کبیر

حضرت مصلح موعودؓ اپنی معرکۃ الآراء ’’تفسیر کبیر‘‘ کے متعلق فرماتے ہیں۔

’’اب میں ان مآخذوں کا ذکر کرتا ہوں جن سے مجھے نفع ہوا اور سب سے پہلے اس ازلی ابدی مأخذ علوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے سب علوم نکلتے ہیں اور جس کے باہر کوئی علم نہیں۔ وہ علیم وہ نور ہی سب علم بخشتا ہے اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآن کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے۔ جو کچھ ان نوٹوں میں لکھا گیا ہے ان علوم میں سے ایک حصہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

دوسرا مأخذ قرآنی علوم کا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی ذات ہے۔ آپؐ پر قرآن نازل ہوا اور آپؐ نے قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا۔ حتّٰی کہ آپؐ قرآن مجسم ہو گئے۔ آپؐ کی ہر حرکت اور آپ کا سکون قرآن کی تفسیر تھے۔ آپؐ کا ہر خیال اور ہر ارادہ قرآن کریم کی تفسیر تھا۔ آپؐ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کی آنکھوں کی چمک میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپؐ کے کلمات قرآن کے باغ کے پھول ہوتے تھے۔ ہم نے اس سے مانگا اور اس نے دیا۔ اس کے احسان کے آگے ہماری گردنیں خم ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَّسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

پھر اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا مأخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ اور مہدی مسعود کی ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام، ہے جس نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنّتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقعہ دیا۔ الحمد للہ ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا اور اس کے پھل کھائے اور اس کے سائے کے نیچے بیٹھے۔ مبارک وہ جو قرآنی باغ کا باغبان بنا۔ مبارک وہ جس نے اسے پھر سے زندہ کیا اور اسکی خوبیوں کو ظاہر کیا۔ مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور خدا تعالیٰ کی طرف چلا گیا۔ اس کا نام زندہ ہے اور

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

برکات قرآن مجید

تقسیم برصغیر سے بہت پہلے کی بات ہے۔ایک مشہور صحافی جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے تھے قادیان دیکھنے کے لئے گئے اور ہر چیز کو بنظر تجسس وتحقیق دیکھنے اور اچھی طرح جانچنے کے بعد قادیان سے واپسی پر انہوں نے اپنے جو تاثرات شائع کئے ان میں یہ امر نمایاں طور پر مذکور تھا کہ انہیں قادیان کی اس صبح نے بہت متاثر کیا جس میں چاروں طرف قرآن مجید کی تلاوت کی آواز بلند ہو رہی تھی۔دکاندار اپنی دکانوں پر، طالب علم اپنے ہوسٹل کی چارپائیوں پر اور گھروں والے اپنے گھروں میں نماز فجر سے فارغ ہو کر باآواز بلند تلاوت کر رہے تھے اور فضا میں ایک روح پرور دلکش گونج تھی جو ہر کسی کو متاثر کرنے کے لئے کافی تھی۔

برصغیر کے ایک اور مشہور صحافی نے جو اپنی صحافت اور شاعری کی وجہ سے تو شہرت رکھتے ہی تھے مگر اس سے زیادہ ان کی شہرت جماعت کی ناکام مخالفت کی وجہ سے تھی۔ان کو بھی اس امر کا اعتراف تھا کہ:

''اے احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے......''۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز قرآن بعض لوگوں کے حق میں گواہی دے گا اور بعض لوگوں کے خلاف گواہی دے گا۔اوپر کی دو مثالوں سے یہ اطمینان بخش اور مسرت انگیز امید بندھتی ہے کہ ہماری جماعت کو قیامت کے روز قرآن مجید کی تائیدی شہادت حاصل ہوگی۔

قرآن مجید میں صبح کی تلاوت کا خاص طور پر ذکر ہے۔صبح کے پرسکون لمحات میں تلاوت کا ثواب زیادہ بھی ہے اور قرآن مجید پر غور و فکر کے مواقع بھی بہتر حاصل ہوتے ہیں۔تاہم دن رات کے کسی حصہ میں بھی اپنے حالات اور سہولت کے مطابق پورے اہتمام سے قرآن مجید کو کلام الٰہی سمجھتے ہوئے پورے ادب و احترام کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو تلفظ کی درستی اور صحت کے ساتھ تلاوت ایک بہت ہی قابل رشک نیکی ہے۔آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق قرآن مجید پڑھنے پر ہر حرف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔حضور ﷺ بعض دفعہ فرمائش کر کے کسی خوش الحان صحابی سے قرآن مجید سنتے اور اس توجہ اور انہماک سے سنتے کہ آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور آپ چشم پر آب ہو جاتے۔اسی توجہ اور انہماک کی برکت تھی کہ صحابہ کرامؓ بھی بڑے شوق سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور زبانی حفظ بھی کرتے۔حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا۔جب اس لشکر کے امیر کے تقرر کا موقع آیا تو حضور نے ان سے قرآن مجید سننا شروع کیا۔ایک نوجوان صحابی نے جو اس لشکر میں سب سے کم عمر تھے حضور کے سوال کے جواب میں بتایا کہ حضور مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے اور ان سورتوں میں سورہ بقرہ کا نام بھی لیا۔حضور نے خوشگوار حیرت سے دوبارہ ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں سورہ بقرہ یاد ہے ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملنے پر حضور نے معمّر اور تجربہ کار صحابہ کی بجائے اس نوجوان کو لشکر کا امیر مقرر کر کے قرآن مجید کی عظمت و اہمیت کا اعلان فرمایا۔اس حدیث میں یہ ذکر بھی ہے کہ اس نوجوان کے قبیلہ کے ایک سردار نے کہا کہ میں بھی سورہ بقرہ یاد کرنا چاہتا تھا مگر میں صرف اس وجہ سے رکا رہا کہ کہیں بعد میں بھول جانے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہو جاؤں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید سیکھو اور پھر اسے بار بار پڑھو۔قرآن مجید یاد رکھنے اور بار بار پڑھنے والے کی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کا ماحول بھی معطر ہوتا ہے۔مگر وہ جو بار بار نہیں پڑھتا اسکی مثال اس تھیلی کی ہے جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا ہو۔

قرآن مجید کی ایک قیمتی خوشبو سے تشبیہ نہایت بلیغ اور پُر معرفت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت سے علم و معرفت میں ترقی کے ساتھ ساتھ طبیعت میں انشراح و سکون کی کیفیت بھی پیدا ہوتی ہے اور صرف پڑھنے والے کو ہی اس کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ سارا ماحول بھی اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اس طرح قرآن مجید کی برکت بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے۔

خدا کرے کہ ہم اس بابرکت کلام سے ہمیشہ استفادہ کرنے والے ہوں اور ہمارے گھروں اور ہماری مجالس میں قرآنی برکات ہمیشہ جاری رہیں۔آمین ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں　　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(عبدالباسط شاہد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جو شخص قرابت داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ (کشتیٔ نوح صفحہ ۱۷)

امراء جماعت سے ضروری گزارش

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۳/جنوری ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں یتامیٰ کی امداد کے لئے تحریک فرماتے ہوئے امراء جماعت کو ہدایت کی تھی کہ :

''...... دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں، پڑھائی نہ کر سکتے ہوں، کھانے پینے کے اخراجات مشکل ہوں۔............ کوشش کریں کہ یہ جائزے اور تمام تفاصیل زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مکمل ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے بھجوائیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ نے یہ جائزے تین ماہ تک مکمل کروانے کی ہدایت فرمائی ہے۔لہذا تمام امراء کی خدمت میں درخواست ہے کہ حسب ارشاد حضور انور باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور مطلوبہ جائزے مقررہ وقت کے اندر اندر تیار کروا کر بروقت بھجوانے کا انتظام فرماویں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بقیہ: فرمودات خلفاء از صفحہ اول

زندہ رہے گا۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں۔وہ صرف اس کے فضل سے ہے۔مگر اس فضل کے جذب کرنے میں حضرت استاذی المکرّم مولوی نور الدّین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا بہت سا حصہ ہے۔میں چھوٹا تھا اور بیمار رہتا تھا۔وہ مجھے پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیتے تھے اور اکثر یہ فرماتے تھے کہ میاں تم کو پڑھنے میں تکلیف ہوگی۔میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔اور اکثر اوقات خود ہی قرآن پڑھتے۔خود ہی تفسیر بیان کرتے۔اس کے علوم کی چاٹ مجھے انہوں نے لگائی اور اس کی محبت کا شکار بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بنایا۔بہر حال وہ عاشق قرآن تھے اور ان کا دل چاہتا تھا کہ سب قرآن پڑھیں۔مجھے قرآن کا ترجمہ پڑھایا اور بخاری کا۔اور فرمانے لگے۔لو میاں سب دنیا کے علوم آ گئے۔ان کے سوا جو کچھ ہے یا زائد یا انکی تشریح ہے۔یہ بات ان کی بڑی سچّی تھی۔جب تک قرآن و حدیث کے متعلق انسان کا یہ یقین نہ ہو علوم قرآنیہ سے حصہ نہیں لے سکتا۔

میں آخر میں ان سب کام کرنے والوں کے لئے جنہوں نے نوٹوں کی طباعت میں حصہ لیا ہے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل فرمائے انہوں نے رات دن محنت کر کے اس کام کو تھوڑے سے وقت میں ختم کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کی محنت اور قربانی کا بدلہ اپنے پاس سے دے۔آمین

پھر اے پڑھنے والو! میں آپ سے کہتا ہوں قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کے لئے ہے۔پس ان نوٹوں میں اگر کوئی خوبی پاؤ تو انہیں پڑھو پڑھاؤ اور پھیلاؤ۔عمل کرو۔عمل کراؤ اور عمل کرنے کی ترغیب دو۔یہی اور یہی ایک ذریعہ اسلام کے دوبارہ احیاء کا ہے۔اے اپنی فانی اولاد سے محبت کرنے والو! اور خدا تعالیٰ سے انکی زندگی چاہنے والو! کیا اللہ تعالیٰ کی اس یادگار اور اس تحفہ کی روحانی زندگی کی کوشش میں حصہ نہ لو گے۔تم اس کو زندہ کرو وہ تم کو اور تمہاری نسلوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشے گا۔اُٹھو کہ ابھی وقت ہے۔دوڑو کہ خدا کی رحمت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر بھی رحم فرمائے اور مجھ پر بھی کہ ہر طرح بے کس بے بس اور پر شکستہ ہوں۔اگر مجرم بنے بغیر اس کے دین کی خدمت کا کام کر سکوں تو اس کا بڑا احسان ہوگا۔

یَآسَتَّارُ یَآ غَفَّارُ اَرْحَمْنِیْ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو معاف کروگے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہاری عزت پہلے سے زیادہ قائم کرے گا

آج اگر اخلاق کے اعلیٰ نمونے کوئی دکھا سکتا ہے تو وہ احمدی ہیں جنہوں نے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے زمانے کے امام کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی ہے

معاشرے میں عفو و درگزر کے قیام کے سلسلہ میں بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۰رفروری ۲۰۰۴ءبمطابق ۲۰رتبلیغ ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ- وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورة ال عمران آیت :۱۳۵)

معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسایوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک راہ گیر کا کندھا رش کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹکرا گیا، کسی پر پاؤں پڑ گیا تو فوراً دوسرا آنکھیں سرخ کر کے کوئی نہ کوئی سخت بات اس سے کہہ دیتا ہے پھر دوسرا بھی کیونکہ اسی معاشرے کی پیداوار ہے، اس میں بھی برداشت نہیں ہے، وہ بھی اسی طرح کے الفاظ الٹا کے اس کو جواب دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ پھر بات بڑھتے بڑھتے سر پھٹول اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بچے کھیلتے کھیلتے لڑ پڑیں تو بڑے بھی بلاوجہ بیچ میں کود پڑتے ہیں اور پھر وہ حشر ایک دوسرے کا ہو رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور اس معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے، گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی کر رہا تھا کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم قرآنی تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو آسائش میں خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی، اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس میں احسان کرنے والوں کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ جب تم یہ نہیں دیکھو گے کہ تمہاری ضروریات پوری ہوتی ہیں کہ نہیں تمہیں مالی کشائش ہے یا نہیں اور ہر حال میں اپنے بھائیوں کا خیال رکھو گے تو نیکی کرنے کی روح پیدا ہوگی اور پھر فرمایا کہ ایک بہت بڑا خلق تمہارا غصے کو دبانا ہے۔ اور لوگوں سے عفو کا سلوک کرنا ہے اور ان سے درگزر کرنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگوں سے عفو کا سلوک کرو گے معاف کرنے کی عادت ڈالو گے، اس لئے کہ معاشرے میں فتنہ نہ پھیلے، اس لئے کہ تمہارے اس سلوک سے شاید جس کو تم معاف کر رہے ہو اس کی اصلاح ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے میں محبت کرتا ہوں۔

آج کل کے معاشرے میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے یہ خُلق تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور بھی پسندیدہ ٹھہرے گا اور آج اگر یہ اعلیٰ اخلاق کوئی دکھا سکتا ہے تو احمدی ہی ہے۔ جنہوں نے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے زمانے کے امام کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عفو کے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر مختلف جگہوں پر قرآن کریم میں اس بارے میں احکامات دیئے ہیں، مختلف معاملات کے بارے میں، مختلف سورتوں میں۔ میں ایک دو اور مثالیں پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (سورة الاعراف :۲۰۰) یعنی عفو اختیار کر، معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ یہاں فرمایا معاف کرنے کا خُلق اختیار کرو اور اچھی باتوں کا حکم دو اگر کسی سے زیادتی کی بات دیکھو تو درگزر کرو۔ فوراً غصہ چڑھا کر لڑنے بھڑنے پر تیار نہ ہو جایا کرو اور ساتھ یہ بھی کہ جو زیادتی کرنے والا ہے اس کو بھی آرام سے سمجھاؤ کہ دیکھو تم نے ابھی جو باتیں کی ہیں مناسب نہیں ہیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو وہ جاہل شخص ہے، تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ پھر ایک طرف ہو جاؤ چھوڑ دو اس جگہ کو اور اس کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دو۔ دیکھیں کہ یہ کتنا پیارا حکم ہے اگر کسی طرح عفو اختیار کیا جائے تو سوال ہی نہیں ہے کہ معاشرے میں کوئی فتنہ و فساد کی صورت پیدا ہو۔ لیکن یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تو پھر فتنہ پیدا کرنے والے اور فساد کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی، وہ شرفاء کا جینا حرام کر دیں گے۔ اور شریف آدمی پرے ہٹ جائے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فساد کرنے والے معاشرے میں رہیں اور فساد بھی کرتے رہیں، ان کی اصلاح بھی تو ہونی چاہئے اگر تمہارا معاف کرنا ان کو راس نہیں آتا تو پھر ان کی اصلاح کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بھی چھوڑا نہیں ہے دوسری جگہ حکم فرمایا ہے۔ کہ ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورة الشوریٰ :۴۱) بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے اس کا بدلہ دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اب ہر کوئی تو بدی کا بدلہ نہیں لے سکتا کیونکہ اگر یہ دیکھے کہ فلاں شخص کی اصلاح نہیں ہو رہی باز نہیں آ رہا تو خود ہی اگر اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی تو پھر تو اور فتنہ و فساد معاشرے میں پیدا ہو جائے گا۔ یہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے والی باتیں ہو جائیں گی۔ اس کی وجہ سے ہر طرف لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اس کے لئے بہرحال ملکی قانون کا سہارا لینا ہوگا، قانون پھر خود ہی ایسے لوگوں سے نبٹ لیتا ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر ایسے، اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے والے، لڑائی کرنے والے، فتنہ و فساد پیدا کرنے

والے، لاقانونیت پھیلانے والے جب قانون کی گرفت میں آتے ہیں تو پھر صلح کی طرف رجوع کرتے ہیں، سفارشیں آرہی ہوتی ہیں کہ ہمارے سے صلح کرلوتو فرمایا کہ اصل میں تو تمہارے مدنظر اصلاح ہے اگر سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کردولیکن اگر یہ خیال ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی یہ تو پہلے بھی یہی حرکتیں کرتا چلا جارہا ہے اور پہلے بھی کئی دفعہ معاف کیا جا چکا ہے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، ناقابل اصلاح شخص ہے تو پھر بہرحال ایسے شخص کو سزا ملنی چاہئے۔ اوراس کے مطابق جماعتی نظام میں بھی تعزیر کا، سزا کا طریق رائج ہے، جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کوتوڑو گے، جب دوسروں کے حقوق غصب کروگے جب بھائی کی زمین یا جائیداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کروگے، جب بیوی پر ظلم کروگے تو نظام کی طرف سے تو سزا ملے گی۔ جس کو سزا ملی ہو وہ درخواستیں لکھنا شروع کردیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ فوراً معاف کرنے والا حکم ان کے سامنے آجاتا ہے اوراس کے مفسر بن جاتے ہیں۔ اگلی بات بھول جاتے ہیں کہ اصلاح کی خاطر سزا دینا بھی اللہ کا حکم ہے۔ ہر احمدی کو ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اس بھیانک معاشرے میں اس نے بھی اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق وہ جماعت سے کاٹا جائے گا۔ بہرحال اصلاح کی خاطر عفو سے کام لینا مستحسن ہے۔ لیکن اگر بدلہ لینا ہے تو ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یہ قانون کا کام ہے کہ اصلاح کی خاطر قانونی کارروائی کی جائے یا اگر نظام جماعت کے پاس معاملہ ہے تو نظام خود دیکھے گا ہر ایک کو دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت بہرحال نہیں ہے۔

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کردینا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔ عموماً جو عادی مجرم نہیں ہوتے وہ درگزر کے سلوک سے عام طور پر شرمندہ ہوجاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ مومنوں کو یہ عام ہدایت دی ہے کہ انہیں دوسروں کی خطاؤں کو معاف کرنا اوران کے قصوروں سے درگزر کرنا چاہئے مگر معاف کرنے کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ بعض لوگ نادانی سے ایک طرف نکل گئے ہیں اور بعض دوسری طرف۔ وہ لوگ جن کا کوئی قصور کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجرم کو سزا دینی چاہئے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور جو قصور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاف کرنا چاہئے خدا خود بھی بندے کو معاف کرتا ہے۔ تو جب خدا بندے کو معاف کرتا ہے تم بھی بندوں کے حقوق ادا کرو نا۔ وہی سلوک تمہارا بھی بندوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ مگر یہ سب خودغرضی کے فتوے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا معاف کرتا ہے تو بندے کو بھی معاف کرنا چاہئے وہ اس قسم کی بات اسی وقت کہتا ہے جب وہ خود مجرم ہوتا ہے۔ اگر مجرم نہ ہوتا تو ہم اس کی بات مان لیتے لیکن جب اس کا کوئی قصور کرتا ہے تب وہ یہ بات نہیں کہتا، اسی طرح جو شخص اس بات پر زور دیتا ہے کہ معاف نہیں کرنا چاہئے بلکہ سزا دینی چاہئے وہ بھی اسی وقت یہ بات کہتا ہے جب کوئی دوسرا شخص اس کا قصور کرتا ہے لیکن جب وہ خود کسی کا قصور کرتا ہے تب یہ بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اس وقت وہ یہی کہتا ہے کہ خدا جب معاف کرتا ہے تو بندہ کیوں معاف نہ کرے۔ پس یہ دونوں فتوے خودغرضی پر مشتمل ہیں۔ اصل فتویٰ وہی ہوسکتا ہے جس میں کوئی اپنی غرض شامل نہ ہو اور وہ وہی ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے کہ جب کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہو تو تم یہ دیکھو کہ سزا دینے میں اس کی اصلاح ہوسکتی ہے یا معاف کرنے میں۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۸۵)

اب مَیں اس بارے میں احادیث سے کچھ روشنی ڈالتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی بیان کروں گا۔

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی تو دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تو درگزر کر۔ (مسند احمد بن حنبل)

فرمایا کہ تمہارا مقام اس طرح بنے گا، تم ہر اس شخص سے جو کسی بھی طریق سے تمہارے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، تمہارے سے تعلق توڑتا ہے، تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، تمہارے ساتھ لڑنے مارنے پر آمادہ ہے تمہیں طاقت ہے تو پھر بھی تم اس سے درگزر کرو اور یہی نیکی کا اعلیٰ معیار ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ اگر تم معاف کردو گے تو تمہاری اس حرکت کی فضیلت صرف میری نظر میں ہے یا خدا کی نظر میں ہے بلکہ یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو معاف کروگے تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی تمہاری عزت پہلے سے زیادہ قائم کرے گا کیونکہ عزت اور ذلت سب خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب العفو والتواضع)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک خادم ہے جو غلط کام کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے کیا میں اسے بدنی سزا دے سکتا ہوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس سے ہر روز ستر مرتبہ درگزر کرلیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۹۰ مطبوعہ بیروت)

جو اپنے ملازمین پہ بلاوجہ سختیاں کرتے ہیں ان کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے۔ جو اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک نہیں کرتے ان کو بھی اس بات پہ نظر رکھنی چاہئے۔

ایک اور روایت حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کا کوئی دوست، ساتھی اور رفیق نہیں تھا۔ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کا ساتھ دیا اور آپؐ کے ساتھ رہے اور قربانیاں کیں۔ آنحضرت ﷺ آپؓ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، ایمان بھی لائے تو بغیر کسی دلیل کے، تو ان سب باتوں کے باوجود کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت تعلق اور پیار تھا، اور آپؐ خلق عظیم پر قائم تھے اس لئے اپنے قریبیوں سے بھی اعلیٰ اِخلاق کی توقع کرتے تھے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں برا بھلا کہنا شروع کیا حضورؐ اس کی باتیں سن کر تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے، جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ مجلس سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ غصے ہوگئے اس پر آپ نے فرمایا وہ گالی دے رہا تھا تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا لیکن جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔ (مشکواة۔ ابوہریرہ)

اور جب شیطان آ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں بیٹھنے کا کوئی مطلب نہیں تھا۔ یہ ہیں وہ معیار جو آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں پیدا کئے اور پیدا کرنے کی کوشش کی اور یہی ہیں وہ معیار جن کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرین میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے رسول اللہؐ کی توریت میں بیان فرمودہ علامت پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا کہ وہ نبی تندخو اور سخت دل نہ ہوگا۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والا، برائی کا

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, & Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor Solicitor & Expert Witness Asylum Cases,

Robyn Lynch, Martin Chambers - Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRENCHISE

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا۔(بخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ الشعب فی السوق)۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس بات کی گواہ ہے بلکہ آپ نے تو اپنے جانی دشمنوں تک کو معاف فرمایا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا۔(مسلم کتاب الفضائل باب ۲۰ صفحہ ۲۹)اب دیکھیں وہ یہودیہ جس نے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو کھلانے کی کوشش کی تھی اور آپ کے ساتھیوں نے کھایا بھی، اس کا اثر بھی ہوا، بہرحال آپ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

حضرت معاذ بن رفاعہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر چڑھے اور پھر بے اختیار رو دیئے اور فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال جب منبر پر چڑھے تو رونے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت طلب کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو مل سکتی ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے حق میں بددعا کرنے والوں کو کہا میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں بلکہ رحمت کے لئے آیا ہوں۔(صحیح بخاری بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

جیسا کہ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو ذاتی دشمنوں پر بھی محیط تھا ۔اس لئے دشمنوں کو بھی آپ کے اس خلق کا پتہ تھا کہ آپ میں یہ بہت اعلیٰ خلق ہے۔اور اسی وجہ سے ان کو جرأت پیدا ہوتی تھی کہ وہ باوجود دشمنیوں کے آپ کے سامنے آ کے معافی مانگ لیا کرتے تھے۔

ایک مثال دیکھیں کہ ھبار بن الاسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں ان کا حمل ضائع ہو گیا اور بالآخر یہی چوٹ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔اس جرم کی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا تھا۔فتح مکہ کے موقع پر یہ بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے تو میں آپ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا مگر پھر آپ کے عفو اور رحم کا خیال مجھے آپ کے پاس واپس لے آیا ہے۔اے خدا کے نبی! ہم جاہلیت اور شرک میں تھے خدا نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ میں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں پس میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی معاف فرمایا، بخش دیا اور فرمایا جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا۔اللہ کا یہ احسان ہے جس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی۔(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۶۔مطبوعہ بیروت)

اپنی بیٹی کے قاتل کو معاف کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔لیکن کیونکہ آپ عفو کی تعلیم دیتے تھے اس لئے خود کر کے دکھایا کیونکہ اصل مقصد تو اصلاح ہے جب آپ نے دیکھا کہ اس کی اصلاح ہو گئی ہے تو بیٹی کا خون بھی معاف کیا اور بعض حالات میں دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی۔

وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک قاتل کو پیش کیا گیا جس کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا۔راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث کو بلوایا اور فرمایا کیا تم معاف کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا کیا تم دیت لو گے؟ اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا کیا تم اسے قتل کرو گے؟ اس نے کہا جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے جاؤ۔جب وہ شخص قاتل کو لے کر جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار فرمایا کیا تم معاف کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا کیا تم دیت لو گے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم اسے قتل ہی کرو گے؟ اس نے کہا جی حضور! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے جاؤ، چوتھی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم اسے معاف کر دیتے تو یہ اپنے گناہ اور اپنے مقتول ساتھی کے گناہ کے ساتھ لوٹتا۔(سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب الامام یامر بالعفو)

پھر ایک اور اعلیٰ مثال دیکھیں۔عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کاتب وحی تھا مگر بغاوت اور ارتداد اختیار کرتے ہوئے کفار مکہ سے جا ملا اور وہاں جا کر کھلے بندوں یہ کہنے لگا کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ دی جاتی تھی (نعوذ باللہ) ۔اس کی ایسی حرکتوں پر اسے واجب القتل قرار دیا گیا اور بعض مسلمانوں نے یہ نذر مانی کہ اس دشمن خدا اور رسول کو قتل کریں گے مگر اس نے اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنیؓ ۔کی پناہ میں آ کر معافی کی درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو اعراض فرمایا مگر حضرت عثمانؓ کی اس بار بار کی درخواست پر کہ میں اسے امان دے چکا ہوں حضورؐ نے بھی اسے معاف فرما دیا اور اس کی بیعت قبول فرما لی۔ بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے سے کتراتا تھا مگر جب معاف کر دیا تو پھر دیکھیں کیا رویہ ہے۔آپؐ نے اسے نہایت محبت سے پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس لئے تم شرمندہ ہو کے گھبراؤ نہ، چھپو نہیں۔(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۔۱۰۴۔بیروت)

پھر ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار قریش کو اکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔وہ ابھارنے کے لئے اشعار پڑھتی تھی۔مردوں کو انگیخت کیا کرتی تھی کہ اگر فتح مند ہو کے لوٹو گے تو تمہارا استقبال کریں گے ورنہ نہیں ہمیشہ کی جدائی اختیار کر لیں گی۔

(السیرۃ النبویہ ابن ھشام جلد ۳ صفحہ ۱۵۱۔ دارالمعرفۃ بیروت)

جنگ احد میں اسی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کا مثلہ کیا، اس نے ان کے ناک، کان اور دیگر اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑ دیا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبالیا۔فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی بیعت لے رہے تھے تو یہ ہند بھی نقاب اوڑھ کر آ گئی، کیونکہ اس کے جرائم کی وجہ سے اسے واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت کے دوران اس نے بعض شرائط بیعت کے بارے میں استفسار کیا۔نبی کریمؐ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ہند کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتی تو آپؐ نے پوچھا کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں جو پہلے گزر چکا آپ اس سے درگزر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو بھی معاف فرما دیا اور ہند پر آپ کے عفو و کرم کا ایسا اثر ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔واپس گھر جا کر اس نے تمام بت توڑ دیئے۔

اسی شام جب اس نے بیعت کی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضیافت کا اہتمام بھی کیا اور خاص طور پر دو بکرے ذبح کروائے اور بھون کر حضور کی خدمت میں بھجوائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آج کل جانور کم ہیں اس لئے حقیر سا تحفہ بھیج رہی ہوں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعا دی اور عفو کا یہ سلوک دیکھیں کہ نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کو دعا بھی دی۔کہ اے اللہ ہند کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال دے، چنانچہ اس دعا کے نتیجے میں بہت برکت پڑی اور اس سے بکریاں سنبھالی نہ جاتی تھیں۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد۳ صفحہ ۱۱۸۔ مطبوعہ بیروت)

کعب بن زہیر ایک مشہور عرب شاعر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان خواتین کی عزت پر حملہ کرتے ہوئے گندے اشعار کہا کرتے تھے اس بنا پر رسول اللہ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے اس لئے تم آ کر رسول اللہ سے معافی مانگ لو، چنانچہ وہ مدینے آ کر اپنے جاننے والے کے پاس آ کر ٹھہرا اور فجر کی نماز نبی کریم کے ساتھ مسجد نبوی میں جا کر ادا کی۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا تعارف کرائے بغیر یہ کہا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے اگر اسے اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔(آپؐ اس کو شکل سے نہیں پہچانتے تھے) آپؐ نے فرمایا ہاں۔تو وہ کہنے لگا کہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں یہ سنتے ہی ایک انصاری کیونکہ اس کے قتل کا حکم تھا اس کو قتل کرنے کے لئے اٹھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اب چھوڑ دو یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔پھر اس نے ایک قصیدہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر انعام کے طور پر اس کے اوپر ڈال دی اور اس طرح یہ دشمن بھی معافی کے ساتھ ساتھ انعام لے کر واپس آیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۴۔۲۱۵)

پھر عبداللہ بن ابی بن سلول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا زیادتیاں نہیں کیں، ہر ایک جانتا ہے لیکن آپ نے اسے بھی معاف فرمایا، ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس کی تمام تر گستاخیوں اور شرارتوں کے باوجود اس کی وفات پر اس کا جنازہ پڑھایا حضرت عمرؓ کو اس بات کا بڑا غصہ تھا آپ بار بار اصرار کیا کرتے تھے کہ حضور اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔اور حضرت عمرؓ اس کی زیادتیاں بھی آپؐ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عمر! پیچھے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے استغفار کرو یا نہ کرو برابر ہے اگر تم ستر مرتبہ بھی استغفار کرو تو اللہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611   Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

ان کو نہیں بخشے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر مجھے پتہ ہو کہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار سے یہ بخشے جائیں گے تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں۔ پھر بھی آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور جنازہ کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے۔(بخاری کتاب الجنائز)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کی تو بے انتہا مثالیں ہیں کس کس کو بیان کیا جائے ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ یہ اس تعلیم کا عملی نمونہ تھا جسے لے کر آپ آئے تھے۔ اس تعلیم کو آج پھر ہر احمدی نے اس معاشرے میں جاری کرنا ہے اپنے پہ لاگو کرنا ہے۔ کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تعلیم کا عملی نمونہ بن کر دکھائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ درگزر اور عفو کی عادت ڈالیں۔ یہ نہیں ہے کہ چونکہ جماعت میں قضا کا یا امور عامہ کا یا اصلاح وارشاد یا تربیت کا شعبہ قائم ہے اس لئے ضرور ان کو مصروف رکھنا ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں کے جھگڑے لے کر ان تک پہنچ جانا ہے۔ میرے خیال میں تو ذرا سی بھی برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے تو آدھے سے زیادہ مسائل اور جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں گو دوسروں کی نسبت یہ جھگڑے بہت کم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بھی آدھے جھڑ سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود حضرت ابوبکرؓ کے نمونے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت جو منافقین نے محض خباثت سے خلاف واقعہ تہمت لگائی تھی، اس تذکرہ میں بعض سادہ لوح صحابہ بھی شریک ہو گئے تھے اور ایک صحابی ایسے تھے کہ وہ ابوبکرؓ کے گھر سے دو وقت روٹی کھایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی خطا پر قسم کھائی اور وعید کے طور پر عہد کر لیا تھا کہ میں اس بے جا حرکت کی سزا میں اس کو کبھی روٹی نہ دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا. اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہد کو توڑ دیا اور بدستور اس کو روٹی جاری کر دی کھانا کھلانا شروع کر دیا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۱)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئی ہیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا مگر ان کو ﴿اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا؟ ان کے لئے دعا کی۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کے عفو کی چند مثالیں دیتا ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک عورت نے حضرت مسیح موعود کے گھر سے کچھ چاول چرائے، چور کا دل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔ یعنی وہ چوری کرلے تو اس کے ایکشنز (Actions) اور طرح کے ہو جاتے ہیں۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ وہ وہاں موجود تھا۔ اس کی تیز نظر تھی اس کو شک ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے اور شور پڑ گیا۔ اس کی بغل میں سے کوئی پندرہ سیر کے قریب چاولوں کی گٹھڑی نکلی اور اس کو ملامت اور پھٹکار شروع ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود بھی کسی وجہ سے ادھر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا واقعہ ہے تو لوگوں نے یہ بتایا تو فرمایا کہ یہ محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور نصیحت نہ کرو یعنی بلاوجہ اس کو کچھ کہو نہ۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ ۱۰۶،۱۰۵)

پھر خان صاحب اکبر خان صاحب نے بتایا کہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر حضرت اقدس کے مکان تک جانے کے لئے پہلے بھی اسی طرح ایک راستہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ لالٹین اٹھا کر حضرت اقدس کو راستہ دکھانے لگے۔ اتفاق سے لالٹین ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور لکڑی پر تیل پڑا اور اوپر نیچے سے آگ لگ گئی۔ کہتے ہیں بہت پریشان ہوا۔ بعض اور لوگ بھی بولنے لگے لیکن حضور نے فرمایا خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں۔ مکان بچ گیا اور ان کو کچھ نہ کہا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ ۱۰۴)

خان اکبر صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آ گئے تو ہم کو حضرت اقدسؑ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ حضورؑ کا قاعدہ یہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلا لیا کرتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں میں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی۔ اور حضورؑ کی کتابوں کے بہت سارے مسودات اور چند اور چیزیں جل گئیں اور نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو سارا نقصان ہو گیا ہے۔ سب کو بہت سخت پریشانی اور گھبراہٹ شروع ہو گئی یہ کہتے ہیں کہ میری بیوی اور لڑکی بھی بہت پریشان تھی کہ حضورؑ اپنی کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے وہ سارے جل گئے ہیں لیکن جب حضورؑ کو اس بات کا علم ہوا تو کچھ نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ ۱۰۳)

پھر دیکھیں آپ کے مخالف اور معاند مولوی محمد حسین بٹالوی ہماری جماعت میں ان کو جانتے ہیں وہ جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست اور ہم مکتب تھے یعنی اکٹھے پڑھا کرتے تھے اور حضورؑ کی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' پر انہوں نے بڑا شاندار ریویو بھی لکھا تھا اور یہاں تک لکھا تھا کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں کوئی کتاب اس شان کی نہیں لکھی گئی۔ مگر مسیح موعود کے دعویٰ پر یہی مولوی صاحب مخالف ہو گئے اور مخالف بھی ایسے کہ انتہا کو پہنچ گئے اور حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجال وغیرہ کہا (نعوذ باللہ) اس طرح سارے ملک میں مخالفت کی آگ بھڑکائی۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمے میں بھی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب عیسائیوں کی طرف سے گواہ کے طور پر پیش ہوئے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کے وکیل مولوی فضل دین صاحب جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے، مولوی محمد حسین کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان کے حسب ونسب کے بارے میں بعض طعن آمیز سوالات کرنے لگے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں روک دیا کہ میں آپ کو ایسے سوالات کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور یہ کہتے ہوئے آپؑ نے جلدی سے اپنا ہاتھ مولوی فضل دین صاحب کے منہ پر رکھا کہ کہیں ان کی زبان سے کوئی ایسا فقرہ نکل نہ جائے۔ تو اس طرح آپ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور یہاں بھی فرمائی۔ اس کے بعد مولوی فضل دین صاحب موصوف ہمیشہ یہ واقعہ حیرت سے ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے۔ اور اس کے جواب میں اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ میں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔رضی اللہ عنہ صفحہ ۵۳تا۵۵)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ. وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو ظالم طبع لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بے ہودگی کا بے ہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

فرمایا ہم دنیا میں دیکھتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو و درگزر کیا جائے اور نیک سلوک کیا جائے تو اطاعت میں ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پوری طرح سے ادا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض شرارت میں اور بھی زیادہ ترقی کرتے اور احکام کی پرواہ نہ کر کے ان کو توڑ دینے کی طرف دوڑتے ہیں۔ اب اگر ایک خدمتگار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے اور اتفاقاً اس سے غلطی ہو گئی ہے اسے اٹھ کر مارنے اور پیٹنے لگ جائیں تو کیا وہ کام دے سکے گا، نہیں، بلکہ اسے تو عفو و درگزر کرنا ہی اس کے واسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے۔ مگر ایک شریر کو جس کا بارہا تجربہ ہو گیا ہے کہ وہ عفو سے نہیں سمجھا بلکہ اور بھی شرارت میں قدم آگے رکھتا ہے اس کو ضرور سزا دینی پڑے گی اور اس کے واسطے مناسب یہی ہے کہ سزا دی جاوے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۶۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو سے تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ (یعنی جماعت کے ممبران کی اصلاح ان کے اخلاق سے شروع ہوتی ہے) چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قریب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے ﴿كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵)۔ بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۹)۔ اصلاح کی کوشش کرو تو اصلاح ہو سکتی ہے۔

پھر فرمایا تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔

(کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں جو نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو ہمیشہ اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ پیروی کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے والے بنیں۔ آمین

❀❀❀..........❀..........❀❀❀

پاکستان کا ایٹمی مخمصہ

(زبیر خلیل خان۔ جرمنی)

آج کے دور میں جب کہ امریکہ کا ڈنکا ہی ہر طرف بج رہا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی حکومت سکھ کا سانس نہیں لے سکتی غالباً حکومت پاکستان کے لئے ایک نیا حکم صادر ہوا ہے کہ وہ اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کر لے۔ اس کے لئے حکومت امریکہ نے بعض اقدامات بھی تجویز کر دیئے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلا اور اہم قدم یہ ہے کہ پاکستان کا ایٹم بم بنانے والے سائنسدانوں کو بدعنوان۔ بددیانت اور کرپٹ قرار دیا جائے۔ اور ان کو کسی قسم کی صفائی کا موقع نہ دیا جائے۔ انہیں خاموش کر دیا جائے کیونکہ اگر وہ بولیں گے تو اس میں کئی پردہ نشینوں کے نام آئینگے۔

ایٹم بم بنانے کی تاریخ کا اگر دیانتدارانہ جائزہ لیا جائے تو سب سے بڑا اور پہلا مجرم خود امریکہ بنتا ہے۔ یہ امریکہ ہی تھا جس نے جرمن سائنسدان اوپن ہائیمر کو پکڑ لیا اور اس سے ایٹم بم بنوا لیا۔ حالانکہ جوہری توانائی سے ایٹمی قوت حاصل کر لینے کا اولین اعزاز جرمنی کے سر تھا لیکن اسکی تکمیل سے پہلے ہی شکست کھا گیا۔ وہ دن اور آج کا دن سائنس کا یہ شعبہ ایک عالمی سیکنڈل بن گیا اور چوری چکاری سے چلنے لگا۔ روس سے لے کر اسرائیل تک سب نے کسی دوسرے ملک کی مدد سے ہی بم بنایا۔ چاہے یہ مدد چوری کی گئی یا خوشی سے دی گئی جیسے امریکہ نے اسرائیل کو دی۔ اور اسرائیل نے جنوبی افریقہ کو دی۔ یہ الگ بات ہے کہ جنوبی افریقہ نے یہ پروگرام چلا کر خود ہی ختم کر دیا۔ بھارت نے بھی ایٹمی ٹیکنالوجی جائز، ناجائز۔ خفیہ اور اعلانیہ طریقوں سے حاصل کی۔ پاکستان نے بھی یہی طریقہ اپنایا۔ کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جو کہ اس میدان میں اپنی صفائی پیش کر سکے۔ سب کو علم ہے کہ اس میدان میں عالمی اسمگلنگ ہو رہی ہے۔ اور اس اسمگلنگ کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ عالمی اسمگلنگ میں ملوث یہ گروہ جرمنی سے لے کر دبئی اور چین سے جنوبی ایشیا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور درمیان میں بہت اہم شخصیات کام کر رہی ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس وقت دنیا کی واحد سپر طاقت امریکہ کا ارشاد ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام رول بیک کر دیا جائے۔ چنانچہ امریکہ کی طرف سے بنائی گئی منصوبہ بندی کے مطابق مختلف واقعات کو وقوع پذیر ہونے دیا جا رہا ہے۔ جہاں جہاں بھی تحقیق کا ڈول ڈالا جا رہا ہے وہاں وہاں ہی پاکستان کی کہوٹہ لیبارٹری کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ایک تحقیق میں بتلایا گیا ہے کہ 2002ء میں امریکہ کی حکومت کو اس وقت خوفناک دھچکا لگا جب انہیں علم ہوا کہ شمالی کوریا نے ایٹمی ایندھن کی تیاری کیلئے کہوٹہ سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل شمالی کوریا کے ایٹمی ری ایکٹر کئی سالوں سے بند پڑے تھے۔ اسی طرح ایک اور تحقیق کے نتائج اس طرح سامنے لائے گئے ہیں جن کی رو سے ثابت کیا گیا ہے کہ ایران نے 18 سال کے عرصہ کے بعد پاکستان کی مدد سے خفیہ طور پر یورینیم کی افزائش کا پروگرام شروع کر دیا ہے۔ لیبیا میں یورینیم کی افزائش کے ڈانڈے بھی پاکستان اور ایران کے ساتھ ملا دیئے گئے ہیں۔ اس بارہ میں لیبیا کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی مالی امداد کے تذکرے بھی زور شور سے جاری ہیں۔ رہی سہی کسر کرنل قذافی کے بیٹے کے بیان نے پوری کر دی ہے جو CIA کی وساطت سے جاری کیا گیا ہے۔

اس وقت صورتحال اتنی دگرگوں بنا دی گئی ہے کہ پاکستان کی ایٹمی قوت کے بانی سائنسدان ڈاکٹر قدیر کے کسی بھی بیان پر اعتماد نہیں کیا جا رہا۔ اور وجہ یہ بیان کی جا رہی ہے کہ یہ وہی سائنسدان ہے جو کہ 1980ء سے تسلسل کے ساتھ یہ بیان دیتے رہے ہیں کہ پاکستان ایٹم بم نہیں بنا رہا جب کہ 1998ء میں پاکستان نے ایٹمی دھماکہ بھی کر دیا۔ ڈاکٹر قدیر کے بارہ میں یہ حقیقت تو ساری دنیا میں عام کر دی گئی ہے کہ 1976ء میں وہ ہالینڈ میں ایٹمی توانائی کے شعبہ میں کام کرتے ہوئے انتہائی خفیہ اور حساس اطلاعات لے کر پاکستان چلے گئے تھے۔ اور بعد میں دیگر رفقاء کار کے ساتھ مل کر انہوں نے ایٹم بم بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ ایک گذشتہ امریکی تحقیق میں کہا گیا تھا کہ جب 1960ء میں چین نے ایٹمی دھماکہ کیا تھا تو اس نے ایٹمی ٹیکنالوجی پاکستان کو دی تھی۔ تاہم بعد کی تحقیق میں نتائج بالکل بدل دیئے گئے اور کہا گیا کہ پاکستان نے چین کو جدید ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم کی ہے۔ اس طرح یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ پاکستان نے 1987ء میں ایران کو بھی ایٹمی خفیہ ٹیکنالوجی فراہم کی ہے۔ اس طرح یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ پاکستان نے 1987ء میں ایران کو بھی ایٹمی خفیہ معلومات مہیا کی تھیں۔ امریکی تحقیقات کے مطابق شمالی کوریا کے ساتھ میزائل ٹیکنالوجی کے نام پر پاکستان نے انتہائی خفیہ ایٹمی معلومات کا تبادلہ کیا۔ 2001ء میں امریکن سٹیلائٹ نے ایسے ایٹمی میزائلوں سے بعض پارٹس کا کھوج لگایا جو کہ شمالی کوریا کی طرف پاکستان کے کارگو جہازوں میں لادے جا رہے تھے۔ اپریل 2003ء میں سویز کینال میں ایک ایسا جہاز پکڑا گیا جو ایٹم بم سے متعلق سامان لاد کر شمالی کوریا جا رہا تھا۔ اس جہاز میں موجود مواد جس خاص مال سے بنایا گیا تھا وہ وہی مواد تھا جس کا علم صرف ڈاکٹر قدیر کو تھا اور صرف وہی اس مواد کے استعمال کے بارہ میں علم رکھتے تھے۔ ایک اور حیران کن بات جو امریکن تحقیقات میں مشترکہ طور پر سامنے لائی جا رہی ہے کہ ایٹمی خفیہ اسمگلنگ کا ہر ڈانڈا دبئی میں جا ملتا ہے۔ یہاں غالباً اس عالمی اسمگلنگ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بڑے بڑے ملکوں کے اسمگلر یہاں مقیم ہیں۔ اور ان میں بعض اہم اسمگلروں نے بھی یہ بیان دیا ہے کہ ایٹمی آلات یا اطلاعات کی اسمگلنگ میں ڈاکٹر قدیر کسی نہ کسی رنگ میں ملوث ہیں۔

رہا سوال کہ اب امریکہ کی سپر طاقت ملک پاکستان کو کس طریق سے سبق سکھلانا چاہتی ہے اس کے تفصیلی خدوخال تو آنے والا وقت ہی واضح کرے گا۔ اور قوم کو اس کا کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا یہ بھی آئندہ ہی معلوم ہوگا۔ سائنسدانوں کی بددیانتی اور کرپشن کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ سال 2005ء کے اوائل میں امریکی افواج کے ذریعہ پاکستان کے سرحدی علاقوں میں عراق کی طرز پر بڑے اپریشن کی خبریں جو کہ امریکن رسالہ ٹریبون کی جنوری کی اشاعت میں شائع کر دی گئی ہیں آئندہ امریکی منصوبہ بندی کے خدوخال کا اشارہ کر رہی ہیں۔

تاریخ میں وہ ملک بہت ہی بدقسمت لکھا جاتا ہے جہاں عدل وانصاف کا خون کیا جاتا ہے۔ وطن عزیز میں عدل و انصاف کی دھجیاں ایک عرصہ سے بکھیری جا رہی ہیں۔ پوری قوم بے جان اور مردہ ہو چکی ہے بے گناہ اور معصوم افراد کا جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ ظاہر ہے جب قومیں بے جان اور مردہ ہو جائیں تو عدل اور انصاف عنقا ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کی بے آواز لاٹھی اپنا کام دکھلاتی ہے اور ایسی بے جان مردہ قوموں کو یا تو بہت گہرا سبق سکھلایا جاتا ہے یا پھر نابود کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀❀❀

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان
از صفحہ نمبر ۱۲

آخری اجلاس

تیسرے دن کا آخری اور اختتامی اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد غیر مسلم معززین اور لیڈران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) گیانی پورن سنگھ جی ہیڈ گرنتھی گولڈن ٹیمپل، برہم رشی ہری یوگی آف آگرہ، بابا فقیر چند جی سکھ بھٹولی ہماچل پردیش ۔جو سترہ بسوں کے قافلے کے ساتھ جلسہ میں تشریف لائے تھے، شری نرسنگھ سیل وال جی صدر بہوجن مہا پنچائیت ہریانہ جو چار صد افراد کے قافلے کے ساتھ جلسہ میں تشریف لائے، شری مہتاب سنگھ جی گہلوت جو ڈیڑھ صد افراد کے قافلے کے ساتھ جلسہ میں تشریف لائے تھے، شری ٹھاکر بلبیر سنگھ اجمیر جی پریذیڈنٹ اکھل بھارتیہ سرو دھرم چھپڑا ورک دہلی، کیپٹن کنول جیت سنگھ جی سابق وزیر پنجاب، شری مہنت رام پرکاش، وائس پریذیڈنٹ V.M.P مسٹر آر، ایل بھاٹیہ ممبر پارلیمنٹ حلقہ امرتسر، ان تمام حضرات نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے خیر سگالی جذبات کا اظہار کیا۔

ان تمام حضرات کے مختصر خطابات سے قبل مکرم سید محمود احمد صاحب آف کلکتہ نے جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں موصول ہونے والے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ درج ذیل حضرات نے اس موقع پر اپنے پیغام بھجوائے تھے۔

(۱) صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام، مسٹر ایل۔ کے ایڈوانی ڈپٹی پرائم منسٹر انڈیا، ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ منسٹر بھارت، گورنر کرناٹکا مسٹر ٹی این چترویدی، گورنر اترانچل مسٹر شدرشن اگروال، گورنر مدھیہ پردیش مسٹر رام پرکاش گپت، گورنر اتر پردیش مسٹر وشنو کانت شاستری، وزیر اعلیٰ ہریانہ مسٹر اوم پرکاش چوٹالہ، وزیر اعلیٰ ہماچل پردیش مسٹر ویر بھدر سنگھ، وزیر اعلیٰ مہاراشٹر مسٹر سوشیل کمار شندے، وزیر اعلیٰ اترانچل مسٹر نارائن دت تیواری، مسٹر محمد سالم منسٹر ڈیولپمنٹ اینڈ ویلفیر مغربی بنگال، مسٹر پریتم چٹر جی سٹیٹ منسٹر ڈیپارٹمنٹ آف فائر سروس مغربی بنگال، مسٹر اندر سنگھ نامدھاری پریذیڈنٹ جھارکھنڈ ودھان سبھا، مسٹر وجے کمار چیف ایڈیٹر ھند سماچار گروپ آف نیوز پیپرز۔

جن غیر مسلم معززین کے خطابات کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ پنجاب کے دو وزراء سردار ترپت راجندر سنگھ باجوہ، سردار پرتاپ سنگھ باجوہ نے بھی شرکت کی، ان کے علاوہ جناب نتھا سنگھ جی دالم سابق وزیر پنجاب اور کیپٹن کنول جیت سنگھ جی سابق وزیر پنجاب بھی شریک جلسہ ہوئے۔

غیر مسلم معززین کی تقاریر اور پیغامات کے بعد صدر اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا اور حکام وقت، پولیس، بجلی سمیت دیگر تمام اداروں کا جنہوں نے اس جلسہ کے موقع پر بھرپور تعاون فرمایا دلی شکریہ ادا کیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

اس جلسہ سالانہ کی یہ بھی خاص بات تھی کہ امسال سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لندن سے براہ راست خطاب فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ جلسہ گاہ میں موجود ہزاروں افراد نے سنا۔ یہ خطاب ٹھیک ۴ بجے سہ پہر شروع ہوا اور ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطاب کے بعد پر سوز دعا کرائی جس پر اس سالانہ جلسہ کا اختتام ہوا۔

پریس اینڈ پبلیکیشنز

الحمد للہ کہ اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا نے جلسہ سالانہ قادیان کو نہایت عمدہ رنگ میں کوریج دی چنانچہ سات ٹی وی چینلز جن میں دور درشن، آج تک، سٹار نیوز، N.D.T.V وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح ۳۰/ اخبارات کے نمائندے جلسہ میں شامل ہوئے جس میں سے ۲۱۔ اخبارات میں خبریں شائع ہو چکی ہیں۔

الحمد للہ کہ امسال پہلی مرتبہ حضور انور کے ارشاد کے تحت جماعتی ویب سائٹ ''الاسلام'' پر بھی جلسہ کی تقاریر نشر کی گئی۔ اسی طرح جلسہ کے پروگراموں کی تصاویر بھی دکھائی گئیں۔

امسال جلسہ سالانہ کی کل حاضری بفضلہٖ تعالیٰ پچاس ہزار سے زائد تھی جس میں مندرجہ ذیل ۲۴ ممالک کے مہمان شامل تھے۔

یوکے، جرمنی، بنگلہ دیش، پاکستان، امریکہ، سنگا پور، ماریشس، سری لنکا، کینیڈا، متحدہ عرب امارات، نیپال، بھوٹان، یونان، غانا، بلجیم، انڈونیشیا، فجی، ہالینڈ، تنزانیہ، گی آنا، کوریا، سپین، ملائشیا، بھارت۔ الحمد للہ کہ قریباً ایک ہفتہ قادیان دارالامان ایک بین الاقوامی شہر بن گیا تھا۔ طرح طرح کی زبانیں مختلف طرح کے کلچر میں ایک یکسانیت تھی اور وہ تھی ایک احمدی کی دوسرے احمدی سے بلا لحاظ وطن اور نسل بے پناہ محبت و اپنائیت۔

ہر سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ کی تقاریر کے رواں تراجم کا انتظام تھا جو کہ چھ زبانوں میں ساتھ کے ساتھ ہوتا رہا یعنی انگریزی، ملیالی، تامل، بنگلہ، کنڑ اور تلگو۔

ایام جلسہ سالانہ میں بفضلہٖ تعالیٰ نماز تہجد اور درس و تدریس باقاعدہ انتظام رہا۔ مرد حضرات مسجد اقصیٰ میں باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے جبکہ مستورات کے لئے مسجد مبارک میں انتظام تھا۔ مسجد اقصیٰ کھچا کھچ بھر جاتی تھی اور لوگ باہر گلیوں میں بھی نماز پڑھتے رہے۔ جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت تہجد جماعت اور درس کا انتظام ۲۴/ دسمبر سے ۳۱/ دسمبر تک رہا۔ چنانچہ امسال محترم میر محمود احمد ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ، محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ، محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ ربوہ، محترم الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی، محترم حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضاء قادیان، محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ کیرالہ نے بعد نماز فجر مختصر اور جامع درس دیا۔ نماز فجر کے بعد احباب کثیر تعداد میں مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعودؑ پر دعا کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ اسی طرح بیت الدعا میں احباب و مستورات کئی کئی گھنٹے قطار میں کھڑے ہو کر دعا کرتے رہے اسی تعلق میں احباب و مستورات کے لئے الگ الگ وقت مقرر کئے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ خلافت خامسہ کے اس پہلے جلسہ سالانہ قادیان کو عالمگیر جماعت کے لئے بہت بہت مبارک فرمائے اور اس کے دیرپا نیک اثرات قائم ہوں۔ آمین

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۹/ فروری ۲۰۰۴ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم فدا محمد شاہ صاحب آف گولیکی حال نارتھ لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ مورخہ ۴/ فروری ۲۰۰۴ء کو بعارضہ Lungs Cancer وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دادا مکرم پیر سید خوشی محمد صاحب مرحوم، گولیکی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحوم نارتھ لندن کی جماعت کی تشکیل میں پیش پیش تھے اور اولین ممبران میں شمار ہوتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرتے اور تبلیغ میں بھی کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(۱) مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب (ابن حضرت ملک حسن محمد صاحب سمبڑیالویؓ)۔

آپ مورخہ ۲۳/ جنوری ۲۰۰۴ء کو وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۹۲ سال تھی اور موصی تھے۔ آپ نے مختلف کتب بھی لکھیں جن میں ''تمدن اسلام''، ''کلام الٰہی''، ''میری یادیں'' مشہور ہیں۔ جماعتی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹر اور مینیجر رہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری اور انچارج شعبہ زود نویسی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ٹی آئی کالج ربوہ میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ آپ ایک نیک اور مخلص باوفا انسان تھے۔

(۲) مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب آف سرگودھا۔ آپ مورخہ ۱۱/ جنوری ۲۰۰۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم جوانی سے ہی تہجد گزار تھے۔ ہمیشہ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ایک پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

(۳) مکرم رحمت علی صاحب۔ آپ مورخہ ۲۲/ جنوری ۲۰۰۴ء کو بعمر ۸۱ سال وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مسجد اقصیٰ ربوہ میں ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی ان کے دو بیٹوں مکرم احمد خان نسیم صاحب اور مکرم شاہد محمود صاحب کو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر میں بڑی نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۸/ فروری ۲۰۰۴ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم میاں منصور احمد خانصاحب (آف ہیز) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ مورخہ ۱۴/ فروری کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(۱) مکرمہ سیّدہ رضیہ شیریں صاحبہ (اہلیہ بریگیڈیئر سیّد ضیاء الحسن صاحب)۔

آپ مورخہ ۱۰/ فروری کو راولپنڈی میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ نہایت نیک خلیق، دعا گو اور متقی خاتون تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور ۳ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۲) مکرمہ امۃ الحی صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک عطاء محمد صاحب)۔ آپ مورخہ ۱۷/ فروری ۲۰۰۴ء کو بصیر پور اوکاڑہ میں وفات پا گئیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی خاتون تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(۳) مکرم راجہ منیر احمد صاحب (ڈی ایس پی اسلام آباد)۔ آپ کو برین ہیمبرج کی تکلیف ہوئی جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ۱۵/ فروری ۲۰۰۴ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں ۴ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

(۴) مکرم عامر جاوید صاحب۔ آپ پھیپھڑوں میں انفیکشن کی وجہ سے مورخہ ۲۳/ جنوری ۲۰۰۴ء کو ۳۲ سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ نے جرمنی میں شعبہ اشاعت اور کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ میں خدمت کی توفیق پائی

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنّت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔

وقف جدید کی مالی تحریک میں ۱۲۴ ممالک کے چار لاکھ مخلصین شامل ہو چکے ہیں۔

وقف جدید میں مالی قربانی میں دنیا بھر میں امریکہ اول، پاکستان دوم اور برطانیہ سوم رہا۔

وقف جدید کے سینتالیسویں سال کا اعلان - ایم ٹی اے کے دس سال اور بنگلہ دیش کے حالات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۹/جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۹/صلح ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم۔ مٰلک يوم الدين ۔ إياک نعبد و إياک نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ (آل عمران:۹۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دو بڑی تحریکات جاری فرمائی تھیں ان میں سے ایک وقف جدید کی تحریک ہے۔ وقف جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے اور ۳۱/دسمبر کو ختم ہوتا ہے اور ۳۱/دسمبر کے بعد کے خطبے میں عموماً وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے اور خطبہ جمعہ میں عموماً جماعت نے جو سال کے دوران مالی قربانی کی ہوتی ہے اس کا ذکر ہوتا ہے۔

۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھوں جاری کردہ یہ تحریک زیادہ تر پاکستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتی تھی یا کچھ حد تک ہندوستان میں۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام دنیا میں جاری فرما دیا اور بیرونی جماعتوں نے بھی اس کے بعد بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لینا شروع کیا اور قربانیاں دیں۔ آج کے جمعہ سے پہلے بھی ایک جمعہ گزر چکا ہے اس مہینہ میں لیکن چونکہ مختلف ممالک سے رپورٹس آنی ہوتی ہیں تاکہ جائزہ پیش کیا جا سکے اس لئے گزشتہ جمعہ میں اس کا اعلان نہیں ہوا آج اس کا اعلان کیا جائے گا انشاء اللہ۔ لیکن اس جائزے اور اعلان کرنے سے پہلے مَیں مالی قربانیوں کے ضمن میں کچھ عرض کروں گا۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ فرمایا: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔ قرآن کریم میں سورۃ بقرہ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے وہاں متقی کی نسبت فرمایا ہے ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ یعنی جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے۔ پھر اسی سورۃ میں کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدیں آئی ہیں۔ ....
پس تم حقیقی نیکی نہیں پا سکو گے جب تک تم مال سے خرچ نہیں کرو گے۔ ﴿مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کے معنے میرے نزدیک مال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (العادیات:۹) انسان کو مال بہت پیارا ہے۔ پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم/و ۸/جولائی ۱۹۰۹ء۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۰۰۔۵۰۱)

ایک روایت ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اے آدم کے بیٹے تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ مَیں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تُو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا“۔ (طبرانی)

دیکھیں کتنا سستا سودا ہے۔ آج اس طرح خزانے جمع کروانے کا کسی کو ادراک ہے، شعور ہے تو صرف احمدی کو ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کو سمجھتا ہے کہ ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۷۲) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ میاں کے دینے کے بھی کیا طریقے ہیں کہ جو اچھا مال بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا لوٹائے گا۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ کئی گنا بڑھا کر لوٹایا جائے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ پتہ نہیں اس کا بدلہ ملے بھی کہ نہ ملے۔ فرمایا اس کا بدلہ تمہیں ضرور ملے گا بلکہ اس وقت ملے گا جب تمہیں اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہوگی، تم اس کے سب سے زیاہ محتاج ہو گے۔ اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ تم پر کوئی ظلم ہوگا۔ ہرگز ہرگز تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ لوگ دنیا میں رقم رکھنے سے ڈرتے ہیں۔ بینک میں بھی رکھتے ہیں تو اس سوچ میں پڑے رہتے ہیں کہ بینکوں کی پالیسی بدل نہ جائے۔ منافع بھی میرا کم نہ ہو جائے۔ اور بڑی بڑی رقوم ہیں۔ کہیں یہ تحقیق شروع نہ ہو جائے کہ رقم آئی کہاں سے۔ اور فکر اور خوف اس لئے دامن گیر رہتا ہے، اس لئے ہر وقت فکر رہتی ہے کہ یہ جو رقم ہوتی ہے دنیا داروں کی صاف ستھری رقم نہیں ہوتی، پاک رقم نہیں ہوتی بلکہ اکثر اس میں یہی ہوتا ہے کہ غلط طریقے سے کمایا ہوا مال ہے۔ گھروں میں رکھتے ہیں تو فکر کہ کوئی چور چوری نہ کر لے، ڈاکہ نہ پڑ جائے۔ پھر بعض لوگ سود پر قرض دینے والے ہیں۔ کئی سو روپے سود پر قرض دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن چین پھر بھی نہیں ہوتا۔ سندھ میں ایک ایسے ہی شخص کے بارہ میں مجھے کسی نے بتایا کہ غریب اور بھوکے لوگوں کو جو قحط سالی ہوتی ہے۔ لوگ بیچارے آتے ہیں اپنے ساتھ زیور وغیرہ، سونا وغیرہ لاتے ہیں، ایسے سود خوروں سے رقم لے لیتے ہیں، اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے اور اس پہ سود پھر اس حد تک زیادہ ہوتا ہے کہ وہ قرض واپس ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سود اتارنا ہی مشکل ہوتا ہے، سود در سود چڑھ رہا ہوتا ہے۔ تو اس طرح وہ سونا جو ہے یا زیور جو ہے وہ اس قرض دینے والے کی ملکیت بنتا چلا جاتا ہے۔ تو ایک ایسا ہی سود خور تھا اور فکر یہ تھی کہ مَیں نے بینک میں بھی نہیں رکھنا۔ تو اپنے گھر میں ہی، اپنے کمرے میں ایک گڑھا کھود کے وہیں اپنا سیف رکھ کے، تجوری میں سارا کچھ رکھا کرتا تھا۔ اور چالیس پچاس کلو تک اس کے پاس سونا اکٹھا ہو گیا تھا۔ اور اس کے اوپر اپنا پلنگ بچھا کر سویا کرتا تھا، خطرے کے پیش نظر کہ کوئی لے ہی نہ جائے۔ اور سونا کیا تھا کیونکہ سونے کے اوپر تو چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ ساری رات جاگتا ہی رہتا تھا۔ اسی فکر میں ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ تو وہ مال تو اس کے کسی کام نہ آیا۔ اب اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا کرنا ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کی ضمانت خدا تعالیٰ بہرحال نہیں دے رہا جب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی ضمانت ہے کہ تمہیں کیا پتہ تم سے کیا کیا اعمال سرزد ہونے ہیں، کیا کیا غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جانی ہیں۔ لیکن اگر تم نیک نیتی سے اس کی راہ میں خرچ کرو گے تو یہ ضمانت ہے کہ اعمال کے پلڑے میں جو بھی کمی رہ جائے گی تو چونکہ تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم پر ظلم ہو، اس وقت کمیوں کو اسی طرح پورا کیا جائے گا اور کبھی ظلم نہیں ہوگا۔

اس بارہ میں ایک اور روایت ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں

خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا‘‘۔(مسند احمد بن حنبل)

لیکن شرط یہ ہے کہ یہ خرچ کیا ہوا مال پاک مال ہو، پاک کمائی میں سے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اتنے اجر اگر لینے ہیں اور اپنے مال کے سائے میں رہنا ہے تو گند سے تو اللہ تعالیٰ ایسے اعلیٰ اجر نہیں دیا کرتا۔ اور جن کا مال گندہ ہوا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے نہیں ہوتے اور اگر کہیں خرچ کر بھی دیں۔ اگر لاکھ روپیہ جیب میں ہے اور ایک روپیہ نکال کر دے بھی دیں گے تو پھر سو آدمیوں کو بتائیں گے کہ مَیں نے یہ نیکی کی ہے۔ لیکن نیک لوگ، دین کا درد رکھنے والے لوگ، جن کی کمائی پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی بڑی قدر کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

آج جماعت میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تکلیفیں اٹھا کر اپنی پاک کمائی میں سے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے اموال ونفوس بے انتہاء برکت ڈالی۔

پھر روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ’’مَیں نے مسجد نبوی کے منبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

’’اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ تمہارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو، وہی دے کر آگ سے بچو۔ اس لئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کی کجی کو درست کرتا ہے۔ بُری موت مرنے سے بچاتا ہے اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے‘‘۔(ترغیب بحوالہ ابو یعلی وبزار)

تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کی ہوئی قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دنیا میں بھی راستے سے بھٹکنے سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے شخص سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جن سے اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے

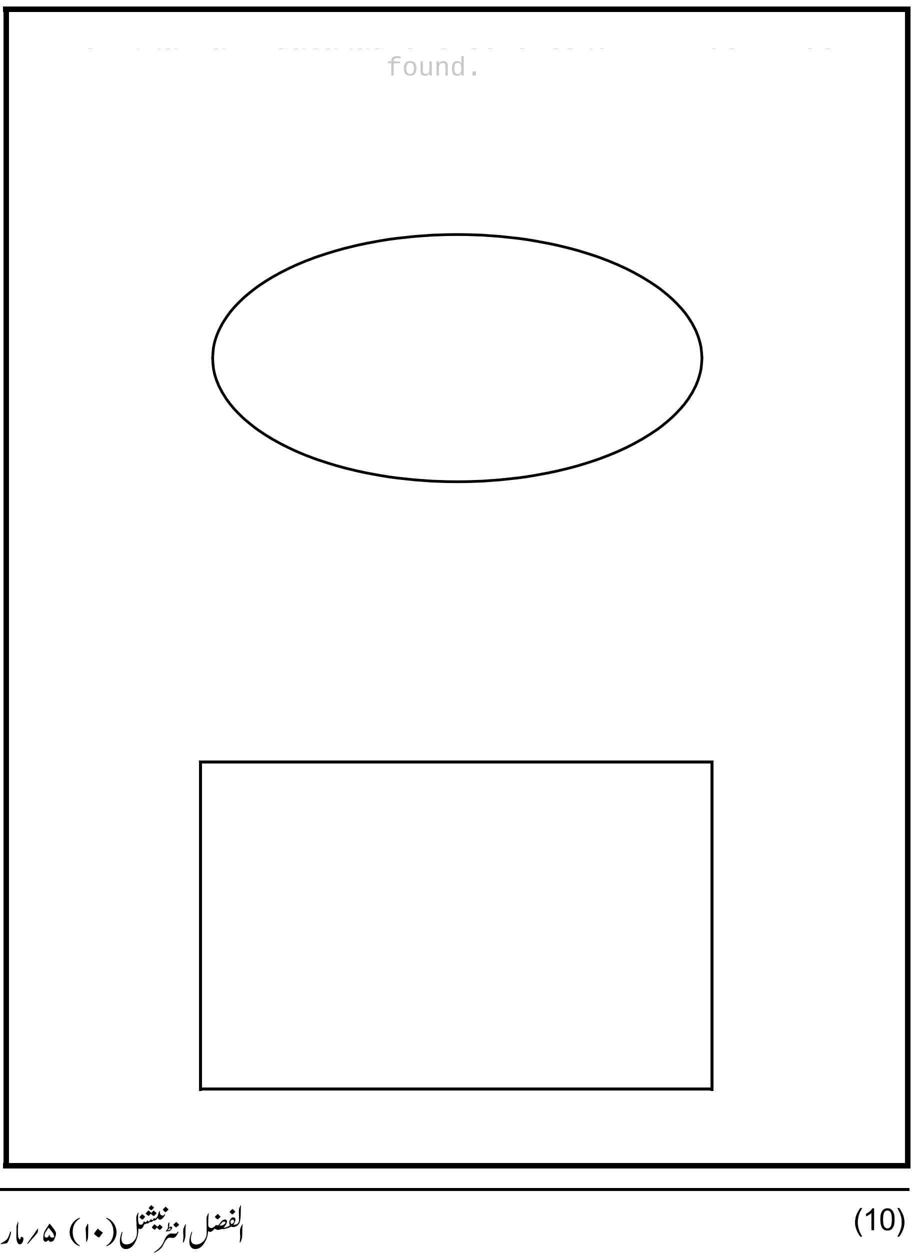

اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔(بخاری کتاب الزکوۃ باب انفاق المال فی حقه)

ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَلشُّحُّ یعنی بخل سے بچو! یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی (قوموں) کو ہلاک کیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ بیروت)

الحمدللہ! کہ آج جماعت میں ایسے لاکھوں افراد مل جاتے ہیں جو بخل تو علیحدہ بات ہے اپنے اوپر تنگی وارد کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ اور بخل کو کبھی بھی اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دُور ہو جاتا ہے (یعنی کنجوسی اس سے دور ہو جاتی ہے) جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے‘‘۔(تبلیغ رسالت۔ جلد دہم صفحہ ۵۵)

پھر فرمایا: ’’قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اُسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۸۔۳۵۹ جدید ایڈیشن)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مُد (اناج وغیرہ) ملتا (تو وہ اس میں سے صدقہ کرتا) اور اب ان کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہے۔

(بخاری کتاب الاجارہ. باب من آجر نفسه لیحمل علی ظهره ثم تصدق به ....)

اسی سنت کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی جماعت میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں عورتوں نے بھی سلائی کڑھائی کرکے یا مرغی کے انڈے بیچ کر اپنے استعمال میں لائے بغیر خلیفہ وقت کی طرف سے کی گئی تحریکات میں حصہ لیا۔ اور اس طرح سے پہلوں سے ملنے کی پیشگوئی کو بھی پورا کیا۔

حضرت خلیفہ اوّل کا واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے بارہ میں لکھا ہے لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے اور قربانی کی ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں:

’’مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرو مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو‘‘۔(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۵۔۳۶)۔(یعنی پیسے بھی دے رہے ہیں اور فرمایا کہ اس کے بعد جو آمد ہو وہ بھی اسی کام کو جاری رکھنے کے لئے خرچ ہو)۔

پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی قربانی کا بھی ایک واقعہ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لدھیانہ میں کسی ضروری تبلیغی اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔ منشی صاحب کہتے تھے کہ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت

درپیش ہے۔کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔میں نے عرض کیا حضرت انشاءاللہ کر سکے گی۔ اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔چنانچہ میں فوراً کپورتھلہ گیا۔اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو(کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) دعا دی۔چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ ”منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔“منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا ”حضرت کون سی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں“حضرت صاحب نے فرمایا۔”یہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔“منشی صاحب نے کہا ”حضرت!منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا۔اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔“اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کر دی۔اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے۔مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔ پھر منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔اللہ! اللہ! یہ وہ فدائی لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو عطا ہوئے۔ذرا غور فرمائیں کہ حضرت صاحب جماعت سے امداد طلب فرماتے ہیں مگر ایک اکیلا شخص اور غریب شخص اٹھتا ہے اور جماعت سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے اس رقم کو پورا کر دیتا ہے۔اور پھر حضرت صاحب کے سامنے رقم پیش کرتے ہوئے یہ ذکر نہیں کرتا کہ یہ رقم میں دے رہا ہوں یا کہ جماعت۔ تا کہ حضرت صاحب کی دعا ساری جماعت کو پہنچے۔اور اس کے مقابل پر دوسرا فدائی یہ معلوم کر کے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور میں اس خدمت سے محروم رہا۔ایسا پیچ وتاب کھاتا ہے کہ اپنے دوست سے چھ ماہ تک ناراض رہتا ہے کہ تم نے حضرت صاحب کی اس ضرورت کا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۴۱ء بحوالہ اصحاب احمد روایات حضرت منشی ظفراحمد صاحب کپور تھلوی صفحہ ۶۱۔۶۲)

اب کوئی دنیا دار ہو تو اس بات پر ناراض ہو جائے کہ تم روز روز مجھ سے پیسے مانگنے آجاتے ہو۔لیکن یہاں جنہوں نے اگلے جہان کے لئے اور اپنی نسلوں کی بہتری کے سودے کرنے ہیں ان کی سوچ ہی کچھ اور ہے۔اس بات پر نہیں ناراض ہو رہے کہ کیوں پیسے مانگ رہے ہو بلکہ اس بات پر ناراض ہو رہے ہیں کہ مجھے قربانی کا موقع کیوں نہیں دیا۔

پھر ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چوہدری رستم علی صاحب آف مدار ضلع جالندھر کے بارہ میں کہ ”وہ کورٹ انسپکٹر تھے ان کی ۸۰ روپے تنخواہ تھی۔ حضرت صاحب کو خاص ضرورت دینی تھی۔آپ نے ان کو خط لکھا کہ یہ خاص وقت ہے اور چندے کی ضرورت ہے۔انہی دنوں گورنمنٹ نے حکم جاری کیا کہ جو کورٹ انسپکٹر ہیں وہ انسپکٹر کر دئے جائیں۔جس پر ان کو نیا گریڈ مل گیا اور جھٹ ان کے ۸۰ روپے سے ۱۸۰ روپے ہو گئے۔اس پر انہوں نے حضرت صاحب کو لکھا کہ ادھر آپ کا خط آیا اور اُدھر ۱۸۰ روپے ہو گئے۔اس لئے یہ اوپر کے سو روپے میرے نہیں ہیں، یہ حضرت صاحب کے طفیل ملے ہیں اس واسطے وہ ہمیشہ سو روپیہ علیحدہ بھیجا کرتے تھے“۔

(روزنامہ ’الفضل‘ ربوہ۔۱۵/مئی ۱۹۲۲ء صفحہ ۲)

پھر ایک واقعہ ہے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا۔ان کا تھوڑا سا تعارف بھی کرا دوں۔ یہ حضرت ام ناصر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی بیگم تھیں، ان کے والد تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نانا ہوئے۔تو ان کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ:

”جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی۔حضرت مسیح موعود نے ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے اور ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت مسیح موعود نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور آپ کو اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں اور اس کے علاوہ مقدمہ پر بھی خرچ ہو رہا ہے لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ قریباً چار سو پچاس روپے ملی تھی۔وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح موعود لکھتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء۔انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۴۰۳)

اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں کو بھی اسی اخلاص اور وفا کے ساتھ قربانیوں کی توفیق دے۔ان کی نسلیں اب دنیا کے بہت سے ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص اور وفا میں بہت بڑھے ہوئے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ مزید بڑھائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریا کاری کے موقعوں میں تو صد ہا روپیہ خرچ کریں۔اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خِست اور بخل کو نہ چھوڑے۔یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ہمارے نبی ﷺ نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے۔جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے...... جو ہمیں مدد دیتے ہیں۔آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔“(تبلیغ رسالت جلد ۸ صفحہ ۶۶)

جماعت میں بہت سے خاندان اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کے بزرگوں کی ایسی قربانیوں اور مدد کی وجہ سے وہ آج مالی لحاظ سے کہیں کے کہیں پہنچے ہوئے ہیں۔اگر ہم اپنی نسلوں کو بھی دینی اور دنیاوی لحاظ سے خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ قربانیوں کے یہ معیار قائم رکھیں اور قائم رکھتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں میں بھی اس کی عادت ڈالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھیرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے........... اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجالاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔“(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹)

پھر فرمایا: ”میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالےٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں“۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۶)

فرماتے ہیں:۔”چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس (یعنی ہر شخص) یہ عہد کرے کہ مَیں اتنا چندہ دیا کروں گا۔جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔اس دفعہ تبلیغ کے لئے جو بڑا بھاری سفر کیا جاوے اس میں ایک رجسٹر بھی ہمراہ رکھا جاوے۔جہاں کوئی بیعت کرنا

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز ،

مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

چاہیے اس کا نام اور چندے کا عہد درج رجسٹر کیا جاوے۔

اب یہ بات پہلے دن سے ہی نومبایعین کو سمجھا دینی چاہئے۔ شروع میں اگر وہ باشرح چندہ عام وغیرہ نہیں دیتے یا نہیں دے سکتے تو کسی تحریک میں مثلاً وقف جدید میں یا تحریک جدید میں چندہ لیں، پھر آہستہ آہستہ ان کو عادت پڑ جائے گی اور پھر ان کو بھی چندوں کی ادائیگی میں مزا آنے لگے گا اور ایک فکر پیدا ہوگی۔ جیسا کہ ہم میں سے بہت سے ہیں جن کو فکر ہوتی ہے، بہت سارے لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ بڑی فکر ہے ہم نے اتنا وعدہ کیا ہوا ہے وقف جدید کے چندے کا یا تحریک جدید کے چندے کا اور پورا کرنا ہے، وقت گزر رہا ہے، دعا کریں پورا ہو جائے۔ تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ ہمدردی ہمیں نومبایعین سے بھی ہونی چاہئے اور ان کو بھی چندوں کی عادت ڈالنی چاہئے۔

پھر فرمایا: کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لئے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے الگ رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لئے اسی طرح سے نکالا کرے......''۔

(البدر، جلد ۲ نمبر ۲۶۔ صفحہ ۲۰۱۔ بتاریخ ۱۷/ جولائی ۱۹۰۳ء)

پھر آپ اپنی ایک رؤیا اور ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:

اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ۔ اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا: اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔ فرمایا کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔

پھر فرمایا کہ: مرغی اپنے عمل سے دکھاتی ہے کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے۔ اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز انسان کے واسطے انڈا دیتی ہے۔

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ دو پرندے تھے۔ درخت پر ان کا گھونسلہ تھا۔ درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے۔ اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے۔ اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے۔ اور تو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا تا کہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کھانا ہو جائے۔ اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قائم کی۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سو ہماری جماعت کے مومنین اگر ہماری آواز کو نہیں سنتے تو اس مرغی کی آواز کو سنیں۔ مگر سب برابر نہیں۔ کتنے مخلص ایسے ہیں کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔''

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۸۶۔۵۸۷ جدید ایڈیشن)

اب بھی جن لوگوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۷۔۴۹۸)

اللہ نہ کرے کہ ہم میں سے ایک بھی ایسی سوچ والا ہو جو سچائی کی روشنی پا کر پھر اندھیروں میں بھٹکنے والا ہو اور گمراہی کی موت مرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

اب گزشتہ سال کے دوران وقف جدید کی مالی قربانیوں کا جائزہ پیش کرتا ہوں۔ مختصر تعارف تو شروع میں وقف جدید کا کروا دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۵ء میں اس کو تمام ممالک کے لئے جاری فرمایا اس وقت سے ملکوں کا بھی مقابلہ شروع ہوا ہوا ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲۴ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۳ء کو وقف جدید کا چھیالیسواں سال ختم ہوا تھا اور یکم جنوری سے سینتالیسواں سال شروع ہو چکا ہے۔ تو گزشتہ سال کے جو اعداد و شمار ہیں ان کے مطابق وقف جدید کی مد میں کل وصولی ۱۸ لاکھ ۸۰ ہزار پاؤنڈ ہے اور یہ وصولی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳ لاکھ ۷۰ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے گزشتہ سال کی نسبت۔ الحمدللہ۔ اور وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد بھی ۴ لاکھ ۸ ہزار تک پہنچ چکی ہے اور گزشتہ سال کی نسبت ۲۸ ہزار افراد زیادہ شامل ہوئے ہیں۔ الحمدللہ۔

گزشتہ سال میں یعنی ۴۶ ویں سال میں وقف جدید میں دنیا بھر کی جماعتوں میں جماعت امریکہ سب سے آگے رہی ہے۔ اس طرح امریکہ اوّل ہے، پاکستان دوسرے نمبر پہ۔ لیکن گزشتہ سال پاکستان اول تھا اور امریکہ دوسرے نمبر پر تھا اور اس سے ایک سال پہلے بھی امریکہ نمبر ایک تھا اور پاکستان نمبر دو تھا۔ یہ مقابلہ بڑا آپس میں چل رہا ہے دونوں کا۔ لیکن امسال امریکہ نے بہت بڑی Lead دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے۔ امسال انہوں نے قریباً گزشتہ سال کی نسبت ۷۰ فیصد زائد وصولی کی ہے۔ لیکن بہر حال پاکستان ایک غریب ملک ہے اس کے مقابلہ میں اور اس لحاظ سے انہوں نے بھی ترقی کی ہے ۱۲ فیصد وصولی زائد ہوئی ہے۔ جبکہ دو سالوں سے یعنی پچھلے سال بھی انگلستان کی جماعت تیسرے نمبر پر تھی اور امسال بھی تیسرے نمبر پر ہی آئی ہے۔ انہوں نے اسے Maintain رکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور قدم بڑھانے کی توفیق دے۔

تو اب مجموعی طور پر پہلی دس جماعتیں جو ہیں دنیا کی ان میں (۱) امریکہ، (۲) پاکستان، (۳) برطانیہ، (۴) جرمنی، (۵) کینیڈا، (حالانکہ کینیڈا کی جماعتیں کوشش کریں تو یہ اپنی پوزیشن بہت بہتر کر سکتی ہیں)۔ (۶) بھارت، (۷) انڈونیشیا، (۸) بلجیم، (۹) سوئٹزرلینڈ اور (۱۰) آسٹریلیا۔

اب چندہ دینے کے لحاظ سے بھی امریکہ کی پہلی پوزیشن ہی ہے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ باقی جماعتوں کو کافی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ان کی توجہ اب مساجد کی تعمیر کی طرف بھی ہوئی ہے۔ اور امریکہ کے ماحول میں مخلصین جماعت میں جو نیکیوں اور قربانیوں میں سبقت لے جانے کی روح پیدا ہوئی ہے خدا کرے کہ یہ قائم رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان کے سر اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے آستانے پر جھکے رہیں اور یہ قدم جو آگے بڑھا ہے پیچھے نہ ہٹے۔

امریکہ کی جماعتوں میں بھی، بتا دیتا ہوں بعض دفعہ جماعتوں کو بھی شوق ہوتا ہے کہ ہمارا بھی ذکر ہو جائے۔ تو امریکہ کی جماعتوں میں Silicon Valley اول ہے، لاس اینجلیس دوم اور میری لینڈ نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

پھر پاکستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء میں اطفال کے سپرد بھی وقف جدید کا کام کیا تھا کہ وہ بھی چندہ دیا کریں۔اور اس وقت سے وقف جدید میں دفتر اطفال علیحدہ چل رہا ہے۔تو ان کا علیحدہ علیحدہ موازنہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ بالغان یعنی بڑوں میں پہلی پوزیشن لاہور کی ہے، اور دوسری کراچی کی اور تیسری ربوہ کی۔اور اطفال میں اول کراچی، دوم لاہور اور سوئم ربوہ۔

اسی طرح اضلاع کی جو قربانیاں ہیں ان میں پاکستان کے اضلاع میں پہلا نمبر ہے اسلام آباد کا، دوسرا راولپنڈی کا، راولپنڈی کا مجموعی قربانیوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تیزی سے قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور یہ قدم بڑھتا چلا جائے۔ پھر تیسرے نمبر پر سیالکوٹ ہے، چوتھے پر فیصل آباد، پانچویں پر گوجرانوالہ، چھٹے پر میرپور خاص، ساتویں پر شیخوپورہ، آٹھویں پر سرگودھا، نویں پر گجرات اور دسویں پر بہاولنگر۔

اسی طرح دفتر اطفال میں اضلاع میں اسلام آباد نمبر ایک پر، سیالکوٹ نمبر دو پر، گوجرانوالہ نمبر تین پر، فیصل آباد نمبر چار پر، راولپنڈی نمبر پانچ پر، شیخوپورہ نمبر چھ پر، میرپور خاص نمبر سات پر، سرگودھا نمبر آٹھ پر، نارووال نمبر نو اور بہاولنگر نمبر دس۔

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکتیں نازل فرمائے اور مالی قربانیوں کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔اس کے ساتھ ہی مَیں وقف جدید کے سینتالیسویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ آج ایم ٹی اے کے بارہ میں بھی کچھ بتانا چاہتا ہوں۔جیسا کہ پروگراموں سے سب کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ۷رجنوری کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی باقاعدہ نشریات کو شروع ہوئے دس سال پورے ہو گئے ہیں۔تو اس عرصہ میں والنٹیئرز نے اس کام کو خوب چلایا ہے اور دنیا حیران ہوتی ہے کہ یہ سب کام رضا کارانہ طور پر بغیر کسی باقاعدہ ٹریننگ کے کس طرح ہوتا ہے لیکن جو خلوص اور جذبہ اور وفا اور لگن ان ناتجربہ کار لوگوں میں ہے ان دنیا داروں کو کیا پتہ کہ ہزاروں پاؤنڈ خرچ کر کے بھی تم نہیں خرید سکتے۔اس کے لئے تو یہ عہد چاہئے کہ مَیں جان، مال، عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔تو یہ تو وہ پیارے لوگ ہیں، وفاؤں کے پتلے ہیں جو نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات۔ان میں لڑکے بھی ہیں، خواتین بھی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں، مرد بھی ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی ہیں اور اپنی ذاتی ملازمتوں اور کام کرنے والے لوگ بھی ہیں جو اپنی رخصتیں بھی ایم ٹی اے کے لئے قربان کرتے ہیں اور اس بات سے خوش ہیں کہ ان کو اپنے وفا کے عہد کو نبھانے کی توفیق مل رہی ہے۔ان میں سے بہت سوں میں وہ روح بھی ہے جس کی مثال میں نے پہلے دی تھی کہ کیوں ساٹھ روپے اپنی جیب سے خرچ کئے اور ہمیں قربانی کا موقعہ کیوں نہ دیا۔ان میں سے کچھ تو ہمیں سامنے نظر آ جاتے ہیں جیسے کیمرہ مین ہیں جو اس وقت بھی آپ کو نظر آ رہے ہیں اور خطبے کو آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو پیچھے رہ کر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اور پروگرام بنا رہے ہیں کچھ ان میں سے ایڈیٹنگ وغیرہ کر رہے ہیں، کچھ ریکارڈنگ کر رہے ہیں۔ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے ان نشریات کو پوری دنیا تک پہنچا رہے ہیں۔تو یہ تو یہاں کی مرکزی ٹیم کے لوگ ہیں۔

پھر مختلف ممالک میں پروگرام بنانے والے ہیں۔مختلف ممالک کو اس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے، جماعتوں کو یہ بھی کہہ دوں کو جس طرح جماعتوں کی طرف سے پروگرام بن کے آنے چاہئے تھے اس طرح نہیں آ رہے۔ افریقن ممالک سے بہت کم ہیں پروگرام۔ یورپ سے اس طرح نہیں جس طرح آنے چاہئیں۔ایشیا کے بہت سے ممالک ہیں جہاں مختلف پروگرام بن سکتے ہیں، ڈاکومینٹریز بن سکتی ہیں۔وہاں کے اور بہت سارے پروگرام ہیں اور ان ملکوں میں جو اس چیز کے ماہرین ہیں بہت سی جگہوں پر ایسے لوگ ہیں جو احمدیوں کے واقف ہیں یا بعض جگہوں پر احمدی خود ہیں، ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، ان سے مشورہ کیا جا سکتا ہے، پروگراموں میں جدت پیدا کی جا سکتی ہے، نئے نئے پروگرام بنائے جا سکتے ہیں مختلف نوع کے پروگرام بنانے چاہئیں۔تو یہاں لندن کی ٹیم جس طرح کام کرتی ہے، اگر دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اسی طرح، اس کے علاوہ امریکہ میں بھی ٹیم ہے جو کام کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے، آگے پہنچانے کی حد تک، پروگرام بنانے کی حد تک نہیں۔تو اگر دنیا کے دوسرے ممالک بھی باقاعدہ کام شروع کر دیں تو عین ممکن ہے کہ ہمارے پاس وقت کم ہو اور کام زیادہ ہوں۔

بہرحال یہ کام تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑھے گا اور بڑھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی اسی میں ہے۔اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے اُس خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں شروع کروایا جس کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکلوائے کہ

ساتھ میرے ہے تائیدِ ربُّ الوریٰ

اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تائید رب الوریٰ ہمیشہ کی طرح جماعت کے ساتھ رہے گی اور یہ خدا کا وعدہ ہے جو ہمیشہ پورا ہونا ہے۔ یہ خدا کا وعدہ اپنے پیارے مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے ہے کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'۔تو اب اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔فرمایا کہ مَیں نے یہ کام کرنا ہے تم لوگوں نے تو صرف ہاتھ لگا کر ثواب کمانا ہے۔ وہی لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے والی بات ہی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے یہی نظارے ہم ہر وقت دیکھ رہے ہیں اور ایم ٹی اے ذریعہ سے دنیا کے کناروں تک اب یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔اور جو کمی رہ گئی تھی وہ Asia Sat 3 کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے۔ پہلے ایشیا میں کم تھا پہلے امریکہ میں بھی اسی طرح۔ پروگرام جن جگہوں پر نہیں پہنچ رہے تھے یا اتنے اچھے سگنل نہیں تھے۔گزشتہ دنوں امریکہ میں جو طوفان آیا ہے اس سے وہاں کا سیٹلائٹ جس کے ساتھ ہمارا تعلق تھا اس کا نظام درہم برہم ہو گیا۔اور چند دن پروگرام نہیں آتے رہے۔اس کے بعد اس کمپنی نے تو کہہ دیا کہ ہم اس کام کو نہیں چلا سکتے آپ کہیں اور بات کر دیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا نیا معاہدہ ایسی کمپنی کے ساتھ ہوا جن کا پھیلاؤ اس سے زیادہ تھا جو پہلے سیٹلائٹ کا تھا اور ان کے سگنل بھی زیادہ مضبوط تھے۔اور پھر یہ کہ جو خرچ پہلے ہو رہا تھا اس سے کم خرچ پر معاہدہ ہوا۔تو یہاں تو وہی مثال صادق آتی ہے 'کُبے کو لات راس آ گئی' کہ ٹھیک ہے چار دن کی تکلیف تو برداشت کرنی پڑی ہے لیکن اس سے ہمارے خرچ میں بھی کمی آئی اور پھیلاؤ میں بھی زیادتی ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرماتا رہے اور تائید ونصرت فرماتا چلا جائے۔ایم ٹی اے کے کارکنان جو ہیں یہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور جماعت بھی ان کے لئے دعا کرے کہ خدا تعالیٰ ان کو خدمت کا موقع دیتا رہے اور ان کے کام کو مزید جلا بخشے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔اور مرکزی ٹیم میں مختلف قوموں کے لوگ ہیں۔عرب بھی ہیں، بوزنین بھی ہیں، دوسرے یورپ کے لوگ بھی ہیں، پاکستانی قومیت کے لوگ جو یہاں آباد ہوئے ہیں وہ بھی ہیں، افریقن بھی ہیں۔تو اس طرح ہر قوم کے لوگ اسی خدمت کے جذبے سے کام کر رہے ہیں۔

ایک فکرمندی والی خبر بھی ہے۔ بنگلہ دیش میں گزشتہ کچھ عرصہ سے مولویوں نے جماعت کے خلاف فتنہ برپا کیا ہوا تھا اور مساجد پر حملہ وغیرہ بھی ہو رہے تھے۔اسی طرح رمضان میں ایک احمدی کو شہید بھی کر دیا۔ اب لگتا ہے کہ حکومت بھی ان مولویوں کا ساتھ دینے پر تلی ہوئی ہے اور احمدیوں کے خلاف کچھ قانون پاس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ثبات قدم عطا فرمائے اور دشمنوں کی تدبیر انہی پر لوٹا دے۔اے اللہ! تو نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔آج بھی ہمیں اپنی تائید ونصرت کے نظارے دکھا۔ بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ صبر، حوصلہ اور دعا سے کام لیں۔ ہمارا سہارا صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔اس کے حضور جھک جائیں اور جھکے رہیں۔ یہاں تک کہ اس کی تائید ونصرت کے نظارے نظر آنے شروع ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ابتلا کا یہ دور لمبا نہ کرے اور دشمنوں کی جلد از جلد پکڑ کرے۔ وہاں کی حکومت کو بھی چاہئے کہ ہمسایوں سے سبق لیں اور جوان کے کام ہیں حکومت چلانے کے وہ چلائیں۔ کسی کے مذہب میں دخل اندازی نہ کریں۔ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے۔

❀❀❀..........❀..........❀❀❀

خلیفہ خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے

اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔ اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی روحانیت، بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت ہی کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔ اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اُسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے 'مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے'۔ یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اب تمہیں بہرحال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخاب خلافت سے اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/نومبر ۱۹۶۵ء۔ احمدیہ ہال کراچی۔ الفضل ۱۷/مارچ ۱۹۶۷ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی سیرۃ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۱؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی درخشاں سیرۃ کے بعض نمایاں پہلو حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے علم تعبیر الرویاء خاص طور پر حضورؒ کو عطا فرمایا تھا۔ کئی سال تک حضورؒ کے پاس موصول ہونے والی خوابوں کو جمع کرنے کا کام خاکسار اپنی معاونات کے ساتھ کرتی رہی۔ بسااوقات حضورؒ خواب پر اس کی تعبیر تحریر فرمادیتے جو پڑھ کر خواب ایک کھلے پیغام کی شکل میں نظر آنی شروع ہوجاتی۔ ایک بار میری ایک بظاہر منذر خواب کے جواب میں تحریر فرمایا: ’’اچھی بھلی خواب کو منذر بنادیا۔ خواب کا مطلب تو یہ ہے کہ انشاءاللہ ایک ظالم دشمن دوسرے ظالم دشمن کو ہلاک کردیگا اور بعد میں وہ اگرچہ ہمیں بھی نقصان پہنچانا چاہے گا مگر پہنچا نہیں سکے گا کیونکہ جماعت اللہ کی نصرت پر تکیہ کئے ہوئے ہے اور مقام شر سے گریزپا ہے۔ ڈرانے والی خوابیں اگر انجام کو پہنچے بغیر ختم ہوجائیں تو تعبیر مبشر ہوتی ہے‘‘۔

حضورؒ کی مہمان نوازی آپؒ کے کردار کا ایک نہایت ہی نمایاں وصف تھی۔ جتنا آپ اپنی ذات کے لئے کم سے کم اہتمام کرنے والے تھے اتنا ہی مہمان کے لئے کمال اہتمام کرنے والے تھے۔ چند سال قبل جب مَیں حضورؒ کے گھر میں مہمان تھی تو ایک بار مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے کمرہ میں کچھ کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا ہے؟ مَیں نے کہنا چاہا کہ اس کی ضرورت نہیں لیکن کہہ نہ سکی۔ کچھ دیر بعد ایک تھیلا بھجوادیا جس میں چاکلیٹس وغیرہ بھرے ہوئے تھے اور فریج میں مختلف آئس کریمیں رکھوادیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ایک مرتبہ جب لندن گئے تو اُن کی واپسی سے ایک روز قبل دوپہر کے کھانے پر حضورؒ نے خود اپنی نگرانی میں خاص ترکیب سے مرغ روسٹ کروایا اور بہت مزیدار حلوہ بھی مہمانوں کو پیش کیا۔ حلوہ بہت مزیدار تھا۔ میاں منصور بولے: ’’اتنا مزے کا ہے کہ بغیر بھوک کے بھی اچھا لگ رہا ہے‘‘۔ حضورؒ آپ کی بے ساختہ تعریف پر بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا: اصل تعریف تو یہ ہے۔

لڑکوں کے لئے ٹوپی کا استعمال خصوصاً مسجد جاتے ہوئے ضروری سمجھتے۔ مَیں نے کبھی آپؒ کو بچوں کی کسی کوتاہی پر ڈانٹتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن اس معاملہ میں۔ اپنے ایک نواسے کو جب مسجد میں ٹوپی کے بغیر دیکھا تو اُس کے والدین کے سامنے اتنی ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ مَیں نے کبھی آپؒ کو ایسا ناراض نہیں دیکھا۔ آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ اگر اپنے بیٹوں کو مسجد میں بغیر ٹوپی کے دیکھ لیتے تو اُن کی ٹنڈیں کروادیا کرتے تھے۔ فرمایا اگر اب مَیں نے دیکھا تو ٹنڈ کروادوں گا۔ رات کے کھانے پر فرمایا کہ ’’مَیں نے سوچا کہ مصلح موعودؓ کے تو وہ بیٹے تھے، ان کا حق تھا کہ وہ ان کی ٹنڈیں کروادیتے، میرا تو یہ نواسا ہے، میرا یہ حق نہیں ہے‘‘۔ حضورؒ اپنی ذات کے لئے بھی ٹوپی کا بہت اہتمام رکھتے اور گھر کی مجالس میں بھی شاید ہی کبھی بغیر پگڑی یا ٹوپی کے بیٹھے ہوں۔

حضورؒ سالگرہ کی رسم منانا بہت ناپسند فرماتے۔ ۱۹۸۳ء میں طوبیٰ کی سالگرہ پر اگرچہ کوئی تقریب تو منعقد نہیں ہوئی لیکن مَیں نے اپنی طرف سے اُس کو ایک تحفہ بھجوایا۔ حضورؒ نے اسے دیکھ کر مجھے پیغام بھجوایا کہ یہ چونکہ آپ کی طرف سے ہے اس لئے رکھ لیا ہے لیکن سالگرہ پر تحفہ نہیں بھجوانا۔ حضورؒ کو اپنی سالگرہ بھی یاد نہیں رہتی تھی۔ ایک بار تحریر فرمایا: ’’ایک ملنے والے نے بتایا کہ آج تمہاری سالگرہ ہے تو یاد آیا ورنہ مجھے تو کبھی گرہ لگنے کا احساس نہیں ہوا۔ مسلسل بہتا ہوا وقت ہے اور بس‘‘۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۹؍نومبر ۲۰۰۳ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی سیرۃ کے حوالہ سے مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ اپنے مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں مربی بن کر سیرالیون گیا تو احمدیہ سیکنڈری سکول Daru کے پرنسپل مسٹر ایس کے موفورے تھے۔ انہوں نے بارہا بیان کیا کہ جب حضورؒ سیرالیون تشریف لائے تو افریقن لوگوں کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ کوئی انسان ہے یا فرشتہ اترا ہے۔ مسٹر موفورے ہمیشہ یہ بات کہتے تو اُن کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگتے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۶؍دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم فہیم احمد خادم صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ قریباً اکیس سال قبل کا واقعہ ہے کہ جماعت احمدیہ غانا کا ہیڈکوارٹر سالٹ پانڈ میں تھا۔ مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج تھے۔ کسی ملازمہ کی غلطی سے ایک روز اُن کے گھر کے باورچی خانہ میں آگ لگ گئی۔ باوجود اس کے کہ دو سلنڈر جل رہے تھے، باورچی خانہ لکڑی کا بنا ہوا تھا، مشن ہاؤس سے ملحقہ ایک پیٹرول پمپ بھی تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگ پر قابو پالیا گیا البتہ ملازمہ کے جسم کا کچھ حصہ جھلس گیا۔ اُسے ہسپتال میں داخل کرواکر علاج کروایا گیا اور بعد میں اسے سلائی مشین اور کچھ نقدی دے کر راضی خوشی رخصت کردیا گیا۔

۲۰۰۰ء میں ۲۰ سال بعد اُسی ملازمہ نے اچانک جماعت کے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کردیا۔ اگرچہ غانا کے ملکی قانون کے مطابق اتنے عرصہ بعد مقدمہ درج نہیں ہوسکتا تھا لیکن ظاہر ایسے ہوتا تھا کہ عورت کی کوئی چال ہے یا وہ کسی کے اشاروں پر کھیل رہی ہے۔ جس دن اُس عورت کے وکیل نے عدالت میں دلائل پیش کرنے تھے، اُسی روز وکیل کی گاڑی کو اچانک آگ لگ گئی اور وہ خاکستر ہوگئی۔ تاہم وکیل کسی طرح عدالت تک پہنچا اور استدعا کی کہ اُس کے ذہن پر گاڑی کو آگ لگنے کے واقعہ کا بہت اثر ہے اس لئے مقدمہ کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔ بہرحال عدالت نے کچھ عرصہ بعد مقدمہ کا فیصلہ جماعت کے حق میں کردیا اور اُس عورت کو ہدایت جاری کی کہ وہ ایک لاکھ سیڈیز جرمانہ جماعت کو ادا کرے۔

جب اس مقدمہ کی تفصیل حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو آپؒ نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا: ’’اس لڑکی سے حسن سلوک کریں۔ وہ غریب پہلے جل گئی اور اب مقدمہ ہار گئی ہے تو جو جرمانہ اس پر پڑے وہ اس سے وصول نہ کریں، وہی جماعت کی طرف سے صدقہ ہوجائے گا‘‘۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب اپنے مضمون میں بیان کرتے کہ رحمت بازار ربوہ کے قریب گراؤنڈ میں روزانہ شام کو کئی کھیل کھیلے جاتے تھے۔ باسکٹ بال کے گراؤنڈ میں ہم چند لڑکے باقاعدگی سے کھیلا کرتے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ روزانہ شام کو اپنی زمین واقع طاہر آباد کی جانب جاتے اور راستہ میں لازماً ہماری گراؤنڈ کے قریب رکا کرتے اور کھیل ملاحظہ فرماتے۔ ایک روز کھلاڑیوں کی آپس میں تلخی ہوگئی اور کھیل کچھ دیر رُکا رہا۔ کسی کو اُس وقت احساس نہ ہوا کہ حضورؒ گراؤنڈ سے کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے اور ہمارے جھگڑے سے دلبرداشتہ ہوکر اپنا سائیکل لے کر وہاں سے چلے گئے۔ جب ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو مل کر طے پایا کہ اگلے روز سب سے پہلے آپؒ سے اپنی غلطی کی معافی مانگیں گے۔ اگلے روز واقعتاً ثابت ہوگیا کہ حضورؒ ہم سے ناراض ہیں کیونکہ آپؒ ہماری گراؤنڈ کے پاس رُکنے کی بجائے اگلی گراؤنڈ کے پاس کھڑے ہوکر کھیل دیکھنے میں مصروف ہوگئے۔ ہم پریشان ہوکر آپؒ کے پاس جاکر سر جھکاکر شرمندہ کھڑے ہوگئے۔ حضورؒ نے ہماری کیفیت بھانپ کر ہمیں معاف فرمادیا اور فرمایا: ’’مَیں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہمارے احمدی بچے آپس میں یوں لڑ سکتے ہیں، آپ سب نے تو مل جل کر انتہائی پیار کے ساتھ دنیا والوں کے دلوں کو جیتنا ہے‘‘۔ اس واقعہ کے بعد حضورؒ پہلے کی طرف دوبارہ آنے لگے اور یہ سلسلہ دیر تک چلتا رہا۔

جب حضورؒ لنگرخانہ نمبر ۲ (واقع دارالرحمت غربی) کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ ہم چار پانچ اطفال بطور معاون کام کرتے تھے۔ آپؒ ہمارا بہت خیال رکھتے۔ ایک رات غالباً بارہ بجے ہم دفتر میں ایک جانب لیٹے ہوئے تھے کہ کوئی صاحب گرم گرم جلیبیاں لائے جن کی خوشبو سارے کمرہ میں پھیل گئی۔ ہمارے منہ میں بھی پانی بھر آیا لیکن کسی نے ہماری طرف توجہ نہ دی۔ اسی وقت کسی نے آواز دی کہ میاں صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ وہاں موجود افراد نے حضورؒ سے عرض کیا کہ آپؒ ابتدا فرمائیں۔ مگر آپؒ کی نظر اُس جانب گئی جہاں ہم اطفال لیٹے ہوئے تھے اور جلیبیوں کی آمد کے بعد خود کو سویا ہوا ظاہر کر رہے تھے۔ حضورؒ نے خاصی جلیبیاں ایک پلیٹ میں ڈالیں اور خود یہ کہتے ہوئے ہماری جانب آئے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کمرہ میں تازہ جلیبیوں کی مہک پھیلی ہو اور ہمارے یہ شیر بچے سوئے ہوئے ہوں۔ چنانچہ حضورؒ اپنے دست مبارک سے ہمیں محبتوں کا یہ تحفہ عنایت کرکے واپس تشریف لے گئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۹؍دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم ملک سلطان احمد صاحب معلم وقف جدید کا مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار نے ۱۹۶۱ء میں وقف کی درخواست دفتر وقف جدید میں بھجوائی۔ چند ماہ بعد ربوہ جانا ہوا تو مسجد مبارک میں حضورؒ سے ملاقات ہوگئی۔ خاکسار نے درخواست کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا کہ صبح ہی آجائیں۔ اگلے روز دفتر وقف جدید (جو چھوٹے سے کوارٹر میں تھا) حاضر ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ کھانا لنگرخانہ سے لگوادیتے ہیں لیکن آپ عارضی رہائش دفتر میں ہی رکھ لیں۔ آپؒ خود گھر سے بستر لائے اور چند کتب دے کر فرمایا کہ روزانہ میرے پاس پڑھا کرو۔ ایک ماہ بعد ارشاد ہوا کہ اب آپ کا انٹرویو ہوگا۔ چنانچہ مختصر سا انٹرویو ہوا اور تب سے یہ عاجز وقف میں چل رہا ہے۔ پھر حضورؒ نے ہومیوپیتھی کی کتب بھی لے کردیں اور پڑھاتے بھی رہے۔ ۱۹۶۶ء میں اس کی سند بھی مل گئی۔ آپؒ فرماتے تھے کہ یہ علاج سستا ہے، خدمت خلق بھی اس سے ہوجاتی ہے اور دعوت الی اللہ میں بھی مفید ہے۔

ایک دفعہ ایک غیرازجماعت نے حضورؒ کی خدمت میں لکھا کہ آپ واقفین کی بہت عمدہ تربیت کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ واقف زندگی عمدہ اخلاق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ آپؒ نے لکھا کہ ایسی کوئی بات نہیں، درحقیقت اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لئے بعض دفعہ ٹھیکریوں سے بھی کام لے لیتا ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر عارف ثاقب صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

وہ جو دُور دیس میں بس گیا، وہ جو دیکھنے میں غریب تھا
تجھے کیا خبر میرے ہم نفس، کہ وہ میرے دل کے قریب تھا
اسی شخصیت کا نکھار تھا کہ عدو کے گھر میں غبار تھا
رہا دل گرفتہ و جاں بلب، جو کوئی بھی اس کا رقیب تھا
کبھی اس کے در سے دعا ملی، کبھی اس کے در سے شفا ملی
وہ جو جاگتا تھا مرے لئے، وہی روح و جاں کا طبیب تھا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 | Friday March 05, 2004 | Issue No. 10

مرکز احمدیت قادیان میں (خلافت خامسہ کا پہلا) ۱۱۲واں جلسہ سالانہ افضال الٰہیہ اور انوار روحانیہ کے بابرکت ماحول میں منعقد ہوا

۲۳ ممالک کے پچاس ہزار سے زائد پروانوں کا روحانی اجتماع

سیّدنا حضرت اقدس امیرالمومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب و دُعا

نماز تہجد، درس، علماء سلسلہ کی پر مغز تقاریر، غیر مسلم معززین کے خطابات و پیغامات، ۶ زبانوں میں رواں تراجم، ۳۰ اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا، الاسلام ویب سائٹ پر وسیع تشہیر، ۲۶ اعلانات نکاح، چار لنگر خانوں کا انتظام، رہائش گاہوں اور پارکنگ کا وسیع انتظام، ہونہار طلباء میں گولڈ میڈل کی تقسیم، ایلوپیتھک اور ہومیو پیتھک ادویہ کی مفت تقسیم، وزراء اور ممبران پارلیمنٹ کی شرکت، صدر جمہوریہ ہند اور نائب وزیر اعظم کے علاوہ مرکزی وزراء اور صوبائی گورنر اور وزراء کے مبارکباد کے پیغامات۔

(رپورٹ: منیر احمد خادم۔ ایڈیٹر بدر قادیان)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مرکز احمدیت قادیان میں خلافت خامسہ کے مبارک دور کا پہلا اور ۱۱۲ واں جلسہ سالانہ افضال الٰہیہ اور انوار روحانیہ کی مسلسل بارشوں کے ساتھ ۲۶/۲۷/۲۸ دسمبر ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوکر نہایت ایمان افروز ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سے چند روز قبل شدید بارش ہوئی اور اولے بھی پڑے جس کی وجہ سے موسم کافی ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ اکثر مہمان باہر خیموں میں ٹھہرتے ہیں اس لئے ان کی رہائش کی بھی فکر تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ جلسہ سے پہلے موسم بالکل خشک ہوگیا اور بارش کے نتیجہ میں دھول مٹی بیٹھ گئی اور خشک سردی بھی ختم ہوگئی۔ البتہ سردی اور دھند رہی لیکن دوپہر کے وقت تھوڑی بہت دھوپ بھی نکل آتی تھی۔

جلسہ سے ایک ہفتہ قبل ہی مہمان آنے شروع ہوگئے۔ ہندو پاک کے حالات بہتر ہونے کی وجہ سے الحمد للہ کہ کئی سال بعد پاکستان سے بھی چار صد کے قریب مہمان آئے تھے اسی طرح دیگر ممالک سے بھی پہلے سالوں کی نسبت بڑی تعداد میں مہمان آئے۔ جلسہ گاہ نہایت خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ خلافت خامسہ کے آغاز کے لحاظ سے سٹیج کے پیچھے بینر پر خلافت احمدیہ زندہ باد کا نعرہ مزین تھا۔ وسیع و عریض جلسہ گاہ کے ایک طرف ان لوگوں کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں جو کہ مختلف زبانوں میں جلسہ کے پروگرام کے رواں تراجم سنتے رہے اور دوسری طرف غیر مسلم معززین اور حکام اور پریس کے لئے کرسیوں اور صوفوں کا انتظام تھا۔ جبکہ باقی جگہ پر پرالی بچھا کر اس پر قالین نما دریاں بچھائی گئی تھیں اور دھند سے بچنے کے لئے کچھ حصے کو شامیانوں سے بھی مسقّف کیا گیا تھا ساؤنڈ سسٹم ایسا بنایا گیا تھا کہ دور دور تک آواز پہنچ سکتی تھی جبکہ مردانہ جلسہ گاہ کے عقب میں زنانہ جلسہ گاہ میں بھی آواز پہنچانے کا معقول انتظام تھا۔ زنانہ جلسہ گاہ بھی نہایت خوبصورت شامیانوں سے سجایا گیا تھا۔

سٹیج کے دائیں طرف لوائے احمدیت کے لئے پوسٹ بنائی گئی تھی جہاں ٹھیک دس بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان پہنچے اور آپ نے فلک شگاف نعروں میں لوائے احمدیت لہرایا جلسہ گاہ میں موجود تمام حاضرین نے کھڑے ہوکر نعروں کا جواب دیا اور زیر لب دعائیں دہرائیں۔ لوائے احمدیت لہرانے کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف سٹیج پر تشریف لائے۔ تلاوت قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ کی نظم کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر اجلاس نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حوالہ جات سے جلسہ سالانہ کی غرض و غایت و اہمیت بیان فرمائی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''توحید باری تعالیٰ'' مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون نے کی اور دوسری تقریر بعنوان ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' محترم مولانا سلطان احمد ظفر پرنسپل جامعہ المبشرین نے کی۔ تعارفی تقریر کے طور پر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لنڈن نے مختصر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد پہلے دن کا پہلا اجلاس نماز جمعہ کی تیاری کے لئے برخاست ہوگیا۔

محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں ربوہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے خلافت کی اہمیت و برکت پر خطبہ دیا اور نماز جمعہ و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

پہلا دن دوسرا اجلاس

پہلے دن کے دوسرے اجلاس کی کاروائی زیر صدارت مکرم عبدالحی صاحب ناظر نشر و اشاعت ربوہ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ نے بعنوان ''خلافت علیٰ منہاج نبوت کی ضرورت و اہمیت'' کی جبکہ دوسری تقریر مولانا غلام نبی نیاز صاحب مبلغ سری نگر نے بعنوان ''اسلام اور مالی قربانی'' کے عنوان پر فرمائی۔

بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک ۶:۳۰ بجے تمام احباب و مستورات نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ جلسہ گاہ، مساجد اور گھروں میں سنا۔

دوسرا دن پہلا اجلاس

مورخہ ۲۷/دسمبر کو جلسہ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس حسب معمول ٹھیک دس بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشان نے فرمائی۔ پہلی تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعنوان ''سیرت سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ'' فرمائی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان نے بعنوان ''ہمارے عقائد'' کی۔ تیسری تقریر مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام بھارت نے ایم ٹی اے کی برکات کے عنوان پر کی۔ آخر پر محترم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی کی تعارفی تقریر ہوئی۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے دوسرے دن کا دوسرا اجلاس زیر صدارت مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت احمدیہ جرمنی منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار منیر احمد خادم نے ''خلافت رابعہ کی برکات'' کے عنوان پر کی جبکہ دوسری تقریر مکرم مولانا محمد نسیم خان صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے بعنوان ''بد رسوم و اخلاقی برائیوں سے اجتناب'' کے عنوان پر فرمائی۔ بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کے متعلق لکھی گئی کتاب کا اجراء فرمایا۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ صاحب نے مرحوم سید صاحب کی ان خدمات جلیلہ کا ذکر فرمایا جو جماعت کے متعلق آپ نے کی تھیں۔ اس اجراء کتاب کے بعد یونیورسٹی میں اول دوم اور سوم آنے والے طلباء کو گولڈ میڈل تقسیم کئے گئے۔ اس موقع پر تفصیل بیان کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ناظر تعلیم نے یونیورسٹی میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کے اسماء پڑھ کر سنائے۔

(۱) پہلا گولڈ میڈل مکرم تسنیم مبارک صاحب آف کشمیر کو Agronomy (زراعت سائنس) میں کلکتہ یونیورسٹی سے ۲۰۰۰ء۔۲۰۰۱ء میں یونیورسٹی بھر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر دیا گیا۔

(۲) دوسرے نمبر پر کلیم الدین محمود صاحب آف بہار کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تعلیمی سال ۲۰۰۱ء۔۲۰۰۲ء میں M.Tech میں دوم آنے پر گولڈ میڈل دیا گیا۔ ان ہر دو کو گولڈ میڈل اور قرآن مجید اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خوشنودی کا خط محترم صاحبزادہ مرزا وسیم صاحب نے اپنے دست مبارک سے دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کے لئے اعزاز بہت بہت مبارک کرے۔ آمین

تیسرا دن پہلا اجلاس

تیسرے دن کے پہلے اجلاس کی کاروائی حسب معمول صبح دس بجے شروع ہوئی۔ یہ اجلاس زیر صدارت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم مولانا حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی نے بعنوان ''اسلامی جہاد کی حقیقت'' کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب نے بعنوان ''پیشوایان مذاہب کا احترام'' بزبان پنجابی کی۔ اجلاس کے آخر پر مکرم تنویر احمد صاحب ناصر نے محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ربوہ کی ایک تازہ نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔